

اردو ترجمہ کے ساتھ



لِلعَلَّامَةِ الشَّيخِ مُحَمَّدِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ مُحَمَّدٍ الجَزَرِيِّ الشَّافِعِيِّ رحمه الله

تحفة الأطفال

لِلعَلَّامَةِ الشَّيخِ سُلَيمانَ بنِ حُسَينِ بنِ مُحَمَّدٍ الجَمزُورِيِّ رحمه الله

مع ترجمہ

شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

بانی مدرسہ دار القراء لاہور پاکستان

مكتبة القراءة لاهور

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

①
المقدمة الجزرية

لِلْعَلَّامَةِ الشَّيْخِ شَمْسِ الدِّيْنِ أَبِي الْخَيْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ الْجَزَرِيِّ الشَّافِعِيِّ رحمه الله (المتوفى ۸۳۳ھ)

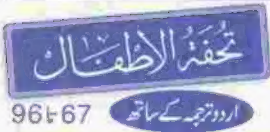
②
تُحْفَةُ الْأَطْفَالِ

لِلْعَلَّامَةِ الشَّيْخِ سُلَيْمَانَ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ الْجَمْزُورِيِّ رحمه الله

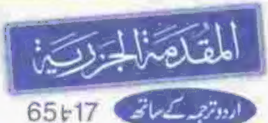
ترجمہ

شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

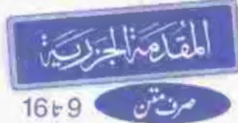
بانی مدرسہ دار القراء لاہور پاکستان



اردو ترجمہ کے ساتھ 67 تا 96



اردو ترجمہ کے ساتھ 17 تا 65



صرف متن 9 تا 16



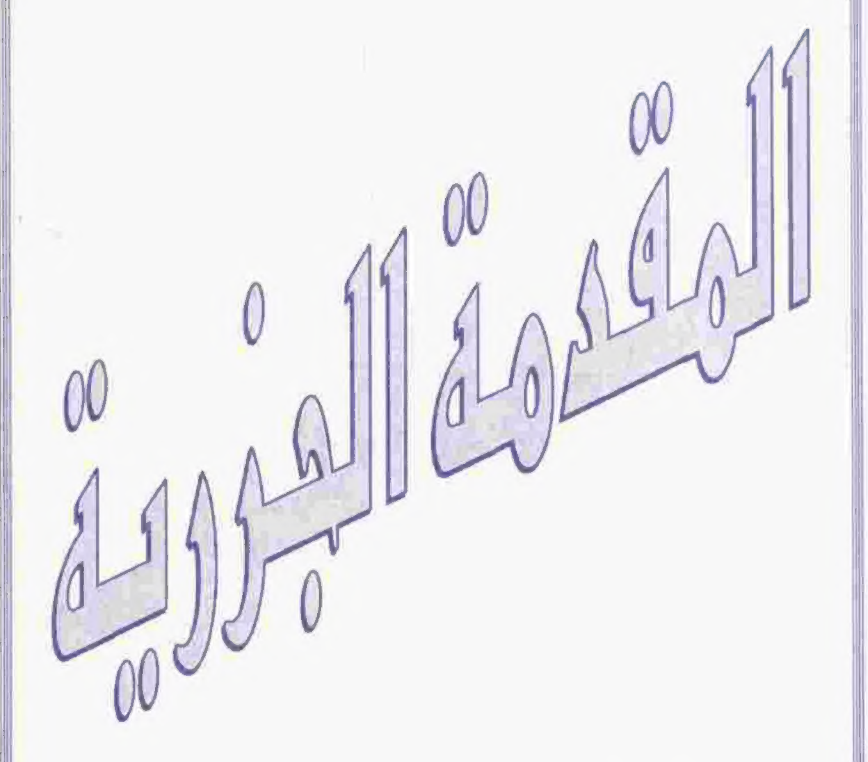


Computed By
daisydig@saudia.com

مکتبۃ القراءۃ لاہور

المقدمة الجزرية

تحفۃ الاطفال



لِلعَلَّامَةِ الشَّيْخِ شَمْسُ الدِّيْنِ أَبِی الْخَیْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ

مُحَمَّدِ اِلْجَزَرِیِّ الشَّافِعِیِّ رحمه الله (المتوفی ۸۳۳ھ)

ترجمہ

شیخ القراء حضرۃ قاری محمد شریف نور اللہ مرقدہ

بانی مدرسہ دار القراء لاہور پاکستان

مکتبۃ القراءۃ لاہور

RE/RP 09032014

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا امابعد: شرح سے[1] الگ کر کے صرف ترجمہ کے ساتھ متن اس غرض سے شائع کیا جا رہا ہے کہ طلباء متن اور ترجمہ دونوں کو آسانی کے ساتھ حفظ کر سکیں اور انہیں ایک شعر کے بعد دوسرے شعر کے یاد کرنے کیلئے کئی کئی ورقے پلٹنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

ناظم علام رحمہ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک سو سات اشعار میں انتہائی موجزانہ انداز میں تجوید و وقف بلکہ رسم کے بھی بعض ضروری اور اہم مسائل بیان فرما دیئے ہیں۔ اگر طلباء اس مختصر سی نظم کو ترجمہ سمیت حفظ کر لیں تو یہ تمام مسائل ہر وقت ان کے ذہنوں میں متحضر رہ سکتے ہیں اور مسائل کو نظم میں بیان کرنے سے مقصود بھی یہی ہوتا ہے کہ انہیں حفظ کیا جائے۔ لہٰذا معلّمین کو چاہیئے کہ اپنے شاگردوں کو یہ نظم ترجمہ سمیت حفظ کرا دیں۔ تاکہ ناظم علام رحمہ اللہ کا مقصد پورا ہو اور طلباء بھی ماہر بن جائیں۔

اس بات کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ مختصر اور لفظی ہونے[2] کیساتھ ساتھ بامحاورہ اور سلیس بھی ہو۔ ساتھ ہی اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ تشریحی اور وضاحتی

[1] اس لیے کہ اس سے پہلے شرح کیساتھ شائع ہو چکا ہے۔
[2] مگر لفظی سے مراد تحت اللفظ نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ متن کا کوئی لفظ ترجمہ کے سلسلے میں آنے سے نہیں رہا۔ اس لیے کہ تحت اللفظ ہر جگہ مناسب نہیں ہوتا۔

اَلفاظ سے خالی ہو۔تاکہ طلباء کے ذہن مشوش نہ ہوں، مگر نظم کا دامن چونکہ تنگ ہوتا ہے، اس لیے اسکے ترجمہ کو مربوط بنانے کے لیے وضاحتی اَلفاظ کی پچر بہرحال لگانی ہی پڑتی ہے، ورنہ خلا رہ جاتا ہے۔ تاہم ان اَلفاظ کو قوسین کے ذریعہ اصل ترجمہ سے ممتاز کردیا گیا ہے۔ پس جو لفظ قوسین کے اندر لکھا ہو اس کو متن کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ وہ وضاحتی لفظ ہوگا۔ البتہ جن موقعوں میں وضاحتی اَلفاظ کے بغیر صرف متن کے ترجمہ سے کوئی مفید مطلب نہیں نکلتا، ان میں وضاحتی اَلفاظ کو بھی قوسین سے باہر ہی رکھا گیا ہے۔ مثلاً شعر نمبر ۴۵ کے وَاخُصُصَا الِاطْبَاقَ اَقْوٰی کہ اسکا تحت اللفظ ترجمہ یہ بنتا ہے: "اور خاص کر دو اطباق کو زیادہ قوی" اور ظاہر ہے کہ اس سے کوئی مفید مطلب برآمد نہیں ہوتا اس لیے اس کے مقدر کا ترجمہ بھی قوسین سے باہر ہی رکھا گیا ہے، جو وہاں ہی لائق مراجعت ہے۔

بعض موقعوں میں صیغہ یا ترکیب میں دو دو احتمال ہیں، ایسے موقعوں میں دونوں ہی ترجمے لکھ دیئے گئے ہیں۔ پھر بعض مقامات میں تو ایک کو ترجمہ کے کالم میں درج کیا ہے اور دوسرے کو فائدہ کے زیرعنوان یا حاشیہ پر لکھا ہے، اور بعض مقامات میں دوسرے کو بھی ترجمہ ہی کے کالم میں "یا" کے اضافہ کے ساتھ قوسین میں درج کردیا ہے۔ پس "یا" ایسے موقعوں میں دو ترجموں کے درمیان حد فاصل ہے، کسی لفظ کا ترجمہ نہیں۔ دیکھو شعر نمبر ۱۰، ۱۲، اور ۴۷ وغیرہ۔

اردو میں چونکہ عطف کا حرف "اور" صرف آخری معطوف پر ہی آتا ہے، درمیانی معطوفات پر نہیں، اس لیے ترجمہ میں بھی اسی اسلوب کو اپنایا ہے اور درمیان میں آنے والے عاطف کا ترجمہ بھی آخری معطوف کے ساتھ ہی درج کیا ہے۔ دیکھو شعر

نمبر ۲۰، ۶۵ وغیرہ۔

ہاں جن موقعوں میں ایک سے زیادہ عاطف آئے ہیں، ان میں سب ہی کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ دیکھو شعر نمبر ۱۶ کا پہلا اور ۱۷ کا دوسرا مصرعہ۔

بعض موقعوں میں تحسین کلام کے پیش نظر واؤ کا ترجمہ بجائے "اور" کے "نیز" سے کیا ہے اور حاصل اس کا بھی وہی ہے جو "اور" کا ہے۔ دیکھو شعر نمبر ۳۵ وغیرہ۔ ایسے ہی بعض موقعوں میں متن میں "واؤ" کے نہ ہونے کے باوجود ترجمہ میں لفظ "اور" کا اضافہ کر دیا ہے۔ تاکہ ترجمہ بامحاورہ بن جائے۔ دیکھو شعر نمبر ۹۴ وغیرہ۔

اس سب کے علاوہ ضمائر کے ترجمہ کے ضمن میں ان کے مراجع کو بھی ظاہر کر دیا گیا ہے تاکہ ترجمہ، ترجمہ کی حد تک تشنۂ تکمیل نہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

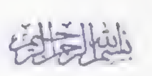
نامناسب ہوگا اگر میں اس موقع پر عزیزی قاری محمد الیاس حضروی سلمہٗ متعلم مدرسہ دار القراء ماڈل ٹاؤن لاہور کا شکریہ نہ ادا کروں، جس نے اس کتابچہ کے منظر عام پر لانے میں میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا، کہ پہلے تالیف کے دوران میں قلم سے معاونت کی اور پھر اسکے بعد طباعت کے سلسلے میں جدوجہد اور سعی وبلیغ کی۔

فَجَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ وَجَعَلَ سَعْيَهٗ مَشْكُوْرًا

(مترجم)











اَلْمُقَدِّمَۃُ الْجَزَرِیَّۃُ

یَقُوْلُ رَاجِیْ عَفْوِ رَبٍّ سَامِعٖ	۱	مُحَمَّدُ بْنُ الْجَزَرِیِّ الشَّافِعِیْ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَصَلَّی اللّٰہُ	۲	عَلٰی نَبِیِّہٖ وَمُصْطَفَاہُ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ	۳	وَمُقْرِئِ الْقُرْاٰنِ مَعْ مُحِبِّہٖ
وَبَعْدُ اِنَّ ھٰذِہٖ مُقَدِّمَہْ	٤	فِیْمَا عَلٰی قَارِئِہٖ اَنْ یَّعْلَمَہْ
اِذْ وَاجِبٌ عَلَیْھِمْ مُحَتَّمُ	٥	قَبْلَ الشُّرُوْعِ اَوَّلاً اَنْ یَّعْلَمُوْا
مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَالصِّفَاتِ	٦	لِیَلْفِظُوْا بِاَفْصَحِ اللُّغَاتِ
مُحَرِّرِی التَّجْوِیْدِ وَالْمَوَاقِفِ	۷	وَمَا الَّذِیْ رُسِمَ فِی الْمَصَاحِفِ
مِنْ کُلِّ مَقْطُوْعٍ وَّمَوْصُوْلٍ بِھَا	۸	وَتَاءِ اُنْثٰی لَمْ تَکُنْ تُکْتَبْ بِھَا



بَابُ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ

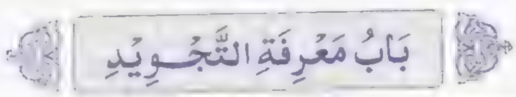


مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَۃَ عَشَرْ	۹	عَلَی الَّذِیْ یَخْتَارُہٗ مَنِ اخْتَبَرْ
فَاَلِفُ الْجَوْفِ وَاُخْتَاھَا وَھِیْ	۱۰	حُرُوْفُ مَدٍّ لِّلْھَوَاءِ تَنْتَھِیْ
ثُمَّ لِاَقْصَی الْحَلْقِ ھَمْزٌ ھَاءٌ	۱۱	ثُمَّ لِوَسْطِہٖ فَعَیْنٌ حَاءٌ
اَدْنَاہُ غَیْنٌ خَاءُھَا وَالْقَافُ	۱۲	اَقْصَی اللِّسَانِ فَوْقُ ثُمَّ الْکَافُ

أَسْفَلُ وَالْوَسْطُ فَجِيمُ الشِّينُ يَا	١٣	وَالضَّادُ مِنْ حَافَتِهِ إِذْ وَلِيَا
الاَضْرَاسَ مِنْ أَيْسَرَ اَوْ يُمْنَاهَا	١٤	وَاللاَّمُ اَدْنَاهَا لِمُنْتَهَاهَا
وَالنُّونُ مِنْ طَرَفِهِ تَحْتُ اجْعَلُوا	١٥	وَالرَّا يُدَانِيهِ لِظَهْرٍ اَدْخَلُ
وَالطَّاءُ وَالدَّالُ وَتَا مِنْهُ وَمِنْ	١٦	عُلْيَا الثَّنَايَا وَالصَّفِيرُ مُسْتَكِنْ
مِنْهُ وَمِنْ فَوْقِ الثَّنَايَا السُّفْلَى	١٧	وَالظَّاءُ وَالذَّالُ وَثَا لِلْعُلْيَا
مِنْ طَرَفَيْهِمَا وَمِنْ بَطْنِ الشَّفَهْ	١٨	فَالْفَا مَعَ اطْرَافِ الثَّنَايَا الْمُشْرِفَهْ
لِلشَّفَتَيْنِ الْوَاوُ بَاءٌ مِيمُ	١٩	وَغُنَّةٌ مَخْرَجُهَا الْخَيْشُومُ

بَابُ الصِّفَاتِ

صِفَاتُهَا جَهْرٌ وَرِخْوٌ مُسْتَفِلْ	٢٠	مُنْفَتِحٌ مُصْمَتَةٌ وَالضِّدَّ قُلْ
مَهْمُوسُهَا فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ	٢١	شَدِيدُهَا لَفْظُ اَجِدْ قَطٍ بَكَتْ
وَبَيْنَ رِخْوٍ وَالشَّدِيدِ لِنْ عُمَرْ	٢٢	وَسَبْعُ عُلْوٍ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ حَصَرْ
وَصَادُ ضَادٌ طَاءُ ظَاءٌ مُطْبَقَهْ	٢٣	وَفَرَّ مِنْ لُبِّ الْحُرُوفُ الْمُذْلَقَهْ
صَفِيرُهَا صَادٌ وَزَايٌ سِينُ	٢٤	قَلْقَلَةٌ قُطْبُ جَدٍ وَاللِّينُ
وَاوٌ وَيَاءٌ سَكَنَا وَانْفَتَحَا	٢٥	قَبْلَهُمَا وَالاِنْحِرَافُ صُحِّحَا
فِي اللاَّمِ وَالرَّا وَبِتَكْرِيرٍ جُعِلْ	٢٦	وَلِلتَّفَشِّي الشِّينُ ضَادًا اِسْتَطِلْ



بَابُ مَعْرِفَةِ التَّجْوِيدِ

وَالاَخْذُ بِالتَّجْوِيدِ حَتْمٌ لاَزِمٌ	٢٧	مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرَانَ آثِمُ

لِاَنَّـهُ بِـهِ الْاِلٰـهُ اَنْـزَلَا	٢٨	وَهٰكَـذَا مِنْـهُ اِلَيْنَـا وَصَـلَا
وَهُـوَ اَيْضًـا حِلْيَـةُ التِّـلَاوَةِ	٢٩	وَزِيْنَـةُ الْاَدَاءِ وَالْقِـرَاءَةِ
وَهُوَ اِعْطَـاءُ الْحُـرُوْفِ حَقَّهَـا	٣٠	مِـنْ صِفَـةٍ لَّهَـا وَمُسْتَحَقَّهَـا
وَرَدُّ كُـلِّ وَاحِـدٍ لِّاَصْلِـهٖ	٣١	وَاللَّفْظُ فِىْ نَظِيْـرِهٖ كَمِثْلِـهٖ
مُكَمِّلًا مِّـنْ غَيْـرِ مَا تَكَلُّفِ	٣٢	بِاللُّطْفِ فِى النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ
وَلَيْسَ بَيْنَـهُ وَبَيْنَ تَـرْكِـهٖ	٣٣	اِلَّا رِيَاضَـةُ امْـرِئٍ بِفَكِّـهٖ



بَابُ اسْتِعْمَالِ الْحُرُوْفِ

فَـرَقِّقَـنْ مُسْتَفِلًا مِّنْ اَحْـرُفِ	٣٤	وَحَـاذِرَنْ تَفْخِـيْمَ لَفْظِ الْاَلِفِ
وَهَمْـزَ اَلْحَـمْدُ اَعُوْذُ اِهْدِنَـا	٣٥	اَللّٰـهِ ثُـمَّ لَامَ لِلّٰـهِ لَنَـا
وَلْيَتَلَطَّفْ وَعَلَى اللّٰـهِ وَلَا الضْ	٣٦	وَالْمِيْمَ مِنْ مَّخْمَصَةٍ وَّمِنْ مَّرَضْ
وَبَاءَ بَـرْقٍ بَاطِـلٍ بِهِـمْ بِذِىْ	٣٧	وَاحْرِصْ عَلَى الشِّدَّةِ وَالْجَهْرِ الَّذِىْ
فِيْهَـا وَفِى الْجِيْمِ كَحُبِّ الصَّبْرِ	٣٨	رَبْوَةٍ اِجْتُثَّتْ وَحَجِّ الْفَجْـرِ
وَبَيِّنَـنْ مُقَلْقَـلًا اِنْ سَكَنَـا	٣٩	وَاِنْ يَّكُنْ فِى الْوَقْفِ كَانَ اَبْيَنَا
وَحَـاءَ حَصْحَصَ اَحَطْتُّ الْحَقُّ	٤٠	وَسِيْنَ مُسْتَقِيْـمَ يَسْطُوْ يَسْقُوْ

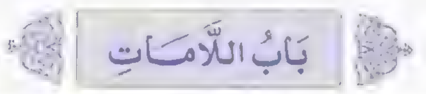


بَابُ الرَّاءَاتِ



وَرَقِّـقِ الـرَّاءَ اِذَا مَـا كُسِـرَتْ	٤١	كَذَاكَ بَعْدَ الْكَسْرِ حَيْثُ سَكَنَتْ
اِنْ لَّمْ تَكُنْ مِّنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلَا	٤٢	اَوْ كَانَتِ الْكَسْـرَةُ لَيْسَتْ اَصْلَا

وَالْخُلْفُ فِيْ فِرْقٍ لِّكَسْرٍ يُّوْجَدُ	٤٣	وَاَخْفِ تَكْرِيْرًا اِذَا تُشَدَّدُ



بَابُ اللَّامَاتِ

وَفَخِّمِ اللَّامَ مِنَ اسْمِ اللّٰهِ	٤٤	عَنْ فَتْحٍ اَوْ ضَمٍّ كَعَبْدُ اللّٰهِ



بَابُ الِاسْتِعْلَاءِ وَالْاِطْبَاقِ

وَحَرْفَ الِاسْتِعْلَاءِ فَخِّمْ وَاخْصُصَا	٤٥	اَلِاطْبَاقَ اَقْوٰى نَحْوُ قَالَ وَالْعَصَا
وَبَيِّنِ الْاِطْبَاقَ مِنْ اَحَطْتُّ مَعْ	٤٦	بَسَطْتَّ وَالْخُلْفُ بِنَخْلُقْكُّمْ وَقَعْ
وَاحْرِصْ عَلَى السُّكُوْنِ فِيْ جَعَلْنَا	٤٧	اَنْعَمْتَ وَالْمَغْضُوْبِ مَعْ ضَلَلْنَا
وَخَلِّصِ انْفِتَاحَ مَحْذُوْرًا عَسٰى	٤٨	خَوْفَ اشْتِبَاهِهٖ بِمَحْظُوْرًا عَصٰى
وَرَاعِ شِدَّةً بِكَافٍ وَّبِتَا	٤٩	كَشِرْكِكُمْ وَتَتَوَفّٰى فِتْنَتَا

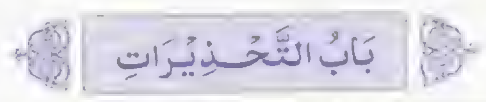
بَابُ الْاِدْغَامِ

وَاَوَّلَىْ مِثْلٍ وَّجِنْسٍ اِنْ سَكَنْ	٥٠	اَدْغِمْ كَقُلْ رَّبِّ وَبَلْ لَّا وَاَبِنْ
فِيْ يَوْمِ مَعْ قَالُوْا وَهُمْ وَقُلْ نَعَمْ	٥١	سَبِّحْهُ لَا تُزِغْ قُلُوْبَ فَالْتَقَمْ

بَابٌ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الضَّادِ وَالظَّاءِ

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّمَخْرَجِ	٥٢	مَيِّزْ مِنَ الظَّاءِ وَكُلُّهَا تَجِيْ
فِي الظَّعْنِ ظِلِّ الظُّهْرِ عُظْمِ الْحِفْظِ	٥٣	اَيْقِظْ وَاَنْظِرْ عَظْمِ ظَهْرِ اللَّفْظِ

ظَاهِرْ لَظَى شُوَاظْ كَظْمٍ ظَلَمَا	٥٤	اُغْلُظْ ظَلَامِ ظُفُرٍ اِنْتَظِرْ ظَمَا
اَظْفَرَ ظَنًّا كَيْفَ جَا وَعَظْ سِوَى	٥٥	عِضِينَ ظَلَّ النَّحْلِ زُخْرُفٍ سَوَا
وَظَلْتَ ظَلْتُمْ وَبِرُومٍ ظَلُّوا	٥٦	كَالْحِجْرِ ظَلَّتْ شُعَرَا نَظَلُّ
يَظْلَلْنَ مَحْظُورًا مَّعَ الْمُحْتَظِرِ	٥٧	وَكُنْتَ فَظًّا وَّجَمِيعِ النَّظَرِ
اِلَّا بِوَيْلٍ هَلْ وَاُولَى نَاضِرَهْ	٥٨	وَالْغَيْظِ لَا الرَّعْدِ وَهُودٍ قَاصِرَهْ
وَالْحَظِّ لَا الْحَضِّ عَلَى الطَّعَامِ	٥٩	وَفِي ضَنِينٍ اِلْخِلَافُ سَامِي



بَابُ التَّحْذِيرَاتِ

وَاِنْ تَلَاقَيَا الْبَيَانُ لَازِمْ	٦٠	اَنْقَضَ ظَهْرَكَ يَعَضُّ الظَّالِمْ
وَاضْطُرَّ مَعْ وَعَظْتَ مَعْ اَفَضْتُمْ	٦١	وَصَفِّ هَا جِبَاهُهُمْ عَلَيْهِمْ

بَابٌ فِي حُكْمِ النُّوْنِ وَالْمِيمِ الْمُشَدَّدَتَيْنِ مَعَ اَحْكَامِ الْمِيمِ السَّاكِنَةِ

وَاَظْهِرِ الْغُنَّةَ مِنْ نُّوْنٍ وَّمِنْ	٦٢	مِيمٍ اِذَا مَا شُدِّدَا وَاَخْفِيَنْ
اَلْمِيمَ اِنْ تَسْكُنْ بِغُنَّةٍ لَّدَا	٦٣	بَاءٍ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ اَهْلِ الْاَدَا
وَاَظْهِرَنْهَا عِنْدَ بَاقِي الْاَحْرُفِ	٦٤	وَاحْذَرْ لَدَا وَاوٍ وَّفَا اَنْ تَخْتَفِي

بَابُ اَحْكَامِ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ وَالتَّنْوِيْنِ

وَحُكْمُ تَنْوِيْنٍ وَّنُوْنٍ يُّلْفَى	٦٥	اِظْهَارُ اِدْغَامٌ وَّقَلْبٌ اِخْفَا
فَعِنْدَ حَرْفِ الْحَلْقِ اَظْهِرْ وَادَّغِمْ	٦٦	فِي اللَّامِ وَالرَّا لَا بِغُنَّةٍ لَّزِمْ

وَادْغِمَنْ بِغُنَّةٍ فِي يُومِنُ	٦٧	اِلَّا بِكِلْمَةٍ كَدُنْيَا عَنْوَنُوا
وَالْقَلْبُ عِنْدَ الْبَا بِغُنَّةٍ كَذَا	٦٨	الِاخْفَا لَدَا بَاقِي الْحُرُوفِ أُخِذَا

بَابُ الْمَدَّاتِ

وَالْمَدُّ لَازِمٌ وَّوَاجِبٌ اَتٰى	٦٩	وَجَائِزٌ وَّهُوَ وَقَصْرٌ ثَبَتَا
فَلَازِمٌ اِنْ جَاءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدْ	٧٠	سَاكِنُ حَالَيْنِ وَبِالطُّوْلِ يُمَدْ
وَوَاجِبٌ اِنْ جَاءَ قَبْلَ هَمْزَةٍ	٧١	مُتَّصِلًا اِنْ جُمِعَا بِكِلْمَةٍ
وَجَائِزٌ اِذَا اَتٰى مُنْفَصِلًا	٧٢	اَوْ عَرَضَ السُّكُوْنُ وَقْفًا مُسْجَلًا

بَابُ مَعْرِفَةِ الْوَقْفِ وَالْاِبْتِدَاءِ

وَبَعْدَ تَجْوِيْدِكَ لِلْحُرُوْفِ	٧٣	لَا بُدَّ مِنْ مَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ
وَالِابْتِدَاءِ وَهِيَ تُقْسَمُ اِذَنْ	٧٤	ثَلَاثَةً تَامٌ وَّكَافٍ وَّحَسَنْ
وَهِيَ لِمَا تَمَّ فَاِنْ لَّمْ يُوْجَدِ	٧٥	تَعَلُّقٌ اَوْ كَانَ مَعْنًى فَابْتَدِيْ
فَالتَّامُ فَالْكَافِيْ وَلَفْظًا فَامْنَعَنْ	٧٦	اِلَّا رُؤُوْسَ الْاٰيِ جَوِّزْ فَالْحَسَنْ
وَغَيْرُ مَا تَمَّ قَبِيْحٌ وَّلَهٗ	٧٧	يُوْقَفُ مُضْطَرًّا وَّيُبْدَا قَبْلَهٗ
وَلَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ وَّقْفٍ وَّجَبْ	٧٨	وَلَا حَرَامٍ غَيْرِ مَا لَهٗ سَبَبْ

بَابُ مَعْرِفَةِ الْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْصُوْلِ وَالتَّاءِ الْمَجْرُوْرَةِ

وَاعْرِفْ لِمَقْطُوْعٍ وَّمَوْصُوْلٍ وَّتَا	٧٩	فِيْ مُصْحَفِ الْاِمَامِ فِيْمَا قَدْ اَتٰى

الشطر الأول	رقم	الشطر الثاني
فَاقْطَعْ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ أَنْ لَا	٨٠	مَعْ مَلْجَأٍ وَلَا إِلَهَ إِلَّا
وَتَعْبُدُوا يٰسِينَ ثَانِي هُودَ لَا	٨١	يُشْرِكْنَ تُشْرِكْ يَدْخُلَنْ تَعْلُوا عَلَى
أَنْ لَا يَقُولُوا لَا أَقُولَ إِنْ مَا	٨٢	بِالرَّعْدِ وَالْمَفْتُوحَ صِلْ وَعَنْ مَا
نُهُوا اقْطَعُوا مِنْ مَا بِرُومٍ وَالنِّسَا	٨٣	خُلْفُ الْمُنَافِقِينَ أَمْ مَنْ أَسَّسَا
فُصِّلَتِ النِّسَا وَذِبْحٍ حَيْثُ مَا	٨٤	وَأَنْ لَمِ الْمَفْتُوحَ كَسْرَ إِنَّ مَا
الْاَنْعَامَ وَالْمَفْتُوحَ يَدْعُونَ مَعَا	٨٥	وَخُلْفُ الْاَنْفَالِ وَنَحْلٍ وَقَعَا
وَكُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَاخْتُلِفْ	٨٦	رُدُّوا كَذَا قُلْ بِئْسَمَا وَالْوَصْلَ صِفْ
خَلَفْتُمُونِي وَاشْتَرَوْا فِي مَا اقْطَعَا	٨٧	أُوحِيَ أَفَضْتُمُ اشْتَهَتْ يَبْلُوا مَعَا
ثَانِي فَعَلْنَ وَقَعَتْ رُومٍ كِلَا	٨٨	تَنْزِيلِ شُعَرَا وَغَيْرَهَا صِلَا
فَأَيْنَمَا كَالنَّحْلِ صِلْ وَمُخْتَلِفْ	٨٩	فِي الشُّعَرَا الْاَحْزَابِ وَالنِّسَا وُصِفْ
وَصِلْ فَإِلَّمْ هُودَ أَلَّنْ نَجْعَلَا	٩٠	نَجْمَعَ كَيْلَا تَحْزَنُوا تَأْسَوْا عَلَى
حَجٌّ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَقَطْعُهُمْ	٩١	عَنْ مَنْ يَشَاءُ مَنْ تَوَلَّى يَوْمَ هُمْ
وَمَالِ هٰذَا وَالَّذِينَ هٰؤُلَا	٩٢	تَحِينَ فِي الْإِمَامِ صِلْ وَوُهِلَا
أَوْ وَزَنُوهُمْ وَكَالُوهُمْ صِلِ	٩٣	كَذَا مِنَ الْ وَهَا وَيَا لَا تَفْصِلِ



فَصْلٌ فِي هَاءِ التَّأْنِيثِ الَّتِي رُسِمَتْ تَاءً



الشطر الأول	رقم	الشطر الثاني
وَرَحْمَتُ الزُّخْرُفِ بِالتَّا زَبَرَهْ	٩٤	الْاَعْرَافِ رُومٍ هُودَ كَافِ الْبَقَرَهْ
نِعْمَتُهَا ثَلَاثُ نَحْلٍ اِبْرَهَمْ	٩٥	مَعًا أَخِيرَاتٌ عُقُودُ الثَّانِ هَمْ
لُقْمَنَ ثُمَّ فَاطِرٌ كَالطُّورِ	٩٦	عِمْرَانَ لَعْنَتَ بِهَا وَالنُّورِ

وَامْرَاَتٌ يُوسُفَ عِمْرٰنَ الْقَصَصْ	٩٧	تَحْرِيمَ مَعْصِيَتْ بِقَدْ سَمِعْ يُخَصْ
شَجَرَتَ الدُّخَانِ سُنَّتْ فَاطِرِ	٩٨	كُلًّا وَّالْاَنْفَالِ وَاُخْرٰى غَافِرِ
قُرَّتُ عَيْنٍ جَنَّتٌ فِيْ وَقَعَتْ	٩٩	فِطْرَتْ بَقِيَّتْ وَابْنَتُ وَّكَلِمَتْ
اَوْسَطَ الْاَعْرَافِ وَكُلُّ مَا اخْتُلِفْ	١٠٠	جَمْعًا وَّفَرْدًا فِيْهِ بِالتَّاءِ عُرِفْ

بَابُ هَمْزَةِ الْوَصْلِ

وَابْدَاْ بِهَمْزِ الْوَصْلِ مِنْ فِعْلٍ بِضَمْ	١٠١	اِنْ كَانَ ثَالِثٌ مِّنَ الْفِعْلِ يُضَمْ
وَاكْسِرْهُ حَالَ الْكَسْرِ وَالْفَتْحِ وَفِيْ	١٠٢	الْاَسْمَاءِ غَيْرِ اللَّامِ كَسْرُهَا وَفِيْ
اِبْنٍ مَّعَ ابْنَتٍ امْرِئٍ وَّاثْنَيْنِ	١٠٣	وَامْرَاَةٍ وَّاسْمٍ مَّعَ اثْنَتَيْنِ



بَابُ كَيْفِيَّةِ الْوَقْفِ

وَحَاذِرِ الْوَقْفَ بِكُلِّ الْحَرَكَهْ	١٠٤	اِلَّا اِذَا رُمْتَ فَبَعْضُ الْحَرَكَهْ
اِلَّا بِفَتْحٍ اَوْ بِنَصْبٍ وَّاَشِمْ	١٠٥	اِشَارَةً بِالضَّمِّ فِيْ رَفْعٍ وَّضَمْ



خَاتِمَةُ الْمُقَدِّمَةِ

وَقَدْ تَقَضّٰى نَظْمِيَ الْمُقَدِّمَهْ	١٠٦	مِنِّيْ لِقَارِئِ الْقُرْاٰنِ تَقْدِمَهْ
اَبْيَاتُهَا قَافٌ وَّزَايٌ فِي الْعَدَدْ	١٠٧	مَنْ يُّحْسِنِ التَّجْوِيدَ يَظْفَرْ بِالرَّشَدْ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَهَا خِتَامْ	١٠٨	ثُمَّ الصَّلٰوةُ بَعْدُ وَالسَّلَامْ
عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى مُحَمَّدَا	١٠٩	وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ذَوِي الْهُدٰى



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف، حمد وصلوٰۃ، رسالہ کا نام اور مضامین کی فہرست

يَقُوْلُ رَاجِىْ عَفْوِ رَبٍّ سَامِعِ
مُحَمَّدُ بْنُ الْجَزَرِيِّ الشَّافِعِىْ
(۱)

کہتا ہے سننے والے پروردگار کی معافی کا امیدوار (جس کا نام) محمد ہے جو جزیرہ کے رہنے والے (محمد) کا بیٹا ہے اور (مسلک کی رُو سے) شافعی ہے۔

❁ مختصر ترجمہ اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے: "ربّ سمیع کے عفو و درگزر کا امیدوار محمد بن جزری شافعی کہتا ہے۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ
عَلٰى نَبِيِّهٖ وَمُصْطَفَاهُ
(۲)

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اور رحمتِ کاملہ نازل فرمائے اللہ تعالیٰ اپنے نبی (ﷺ) اور اپنے چُنے ہوئے پر۔

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
وَمُقْرِئِ الْقُرْاٰنِ مَعْ مُحِبِّهٖ
(۳)

(یعنی) محمد (ﷺ) پر اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور قرآن کے پڑھانے والوں پر، اس (قرآن) سے محبت رکھنے والوں سمیت۔

وَبَعْدُ اِنَّ هٰذِهٖ مُقَدِّمَهْ
فِيْمَا عَلٰى قَارِئِهٖ اَنْ يَّعْلَمَهْ
(۴)

اور حمد وصلوٰۃ کے بعد تحقیق یہ مقدمہ (ایک ابتدائی رسالہ) ہے۔ جو ان چیزوں میں ہے جن کا جاننا اس (قرآن) کے پڑھنے والے پر ضروری ہے۔

اِذْ وَاجِبٌ عَلَيْهِمْ مُحَتَّمْ
قَبْلَ الشُّرُوْعِ اَوَّلًا اَنْ يَّعْلَمُوْا
(۵)

اس لیے کہ واجب ہے اوپر ان (قرآن پڑھنے والوں) کے۔ ایسا واجب جو لازم کیا ہوا ہے۔ یہ کہ معلوم کرلیں وہ (قرآن مجید) شروع کرنے سے پہلے ہی

مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَالصِّفَاتِ
لِيَلْفِظُوْا بِاَفْصَحِ اللُّغَاتِ
(٦)

حرفوں کے مخارج اور انکی صفات کو۔ تاکہ ادا کرسکیں وہ (قرآن کے حرفوں کو) فصیح ترین لغت کے موافق۔

مُحَرِّرِي التَّجْوِيْدِ وَالْمَوَاقِفِ
وَمَا الَّذِىْ رُسِّمَ فِى الْمَصَاحِفِ
(٧)

حالانکہ عمدہ کرنے (اور سنوارنے) والے ہوں وہ تجوید اور وقف (وابتدا) کے موقعوں کے۔ اور اس کے بھی جو لکھا گیا ہے عثمانی مصاحف (قرآنوں) میں۔

مِنْ كُلِّ مَقْطُوْعٍ وَّمَوْصُوْلٍ بِهَا
وَتَاءِ اُنْثٰى لَمْ تَكُنْ تُكْتَبْ بِهَا
(٨)

یعنی ہر اس مقطوع اور موصول کے جو ان (مصاحف) میں ہے۔ اور تانیث کی اس "تاء" کے بھی جو نہیں لکھی گئی "ھاء" کی شکل میں۔

بَابُ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ

حرفوں کے مخارج کا بیان

مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَةَ عَشَرْ
عَلَى الَّذِیْ یَخْتَارُہٗ مَنِ اخْتَبَرْ (۹)

حرفوں کے مخارج سترہ ہیں۔ (یہ شمار) اس (قول کی بنار) پر (ہے) جس کو وہ (شخص) پسند کرتا ہے جس نے (ان مخارج کو) آزمایا (اور جانچا) ہے۔

فَأَلِفُ الْجَوْفُ وَأُخْتَاهَا وَهِیْ
حُرُوْفُ مَدٍّ لِّلْهَوَاءِ تَنْتَهِیْ (۱۰)

پس "الف" اور اسکے دونوں ساتھی (واؤ اور یار مدّہ) جو ہیں ان کا مخرج جَوف ہے اور یہ (تینوں) مد کے حروف ہیں، جو ہوا پر ختم ہوتے ہیں۔

ف: "فَأَلِفُ الْجَوْفُ وَأُخْتَاهَا" کا مختصر ترجمہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے: "پس الف اور اس کے دونوں ساتھیوں کا مخرج جَوف ہے۔"

ثُمَّ لِاَقْصَى الْحَلْقِ هَمْزٌ هَآءٌ
ثُمَّ لِوَسْطِهٖ فَعَيْنٌ حَآءٌ

(۱۱)

پھر اقصیٰ حلق میں ہمزہ اور ھاء (کا مخرج) ہے۔ پھر اس (حلق) کے وسط میں عین اور حاء (کا مخرج) ہے

اَدْنَاهُ غَيْنٌ خَآءُهَا وَالْقَافُ
اَقْصَى اللِّسَانِ فَوْقُ ثُمَّ الْكَافُ

(۱۲)

اس حلق کا ادنیٰ (وہ حصہ جو منہ کی طرف ہے) غین اور اس (غین) کی خاء کا مخرج ہے اور قاف جو ہے اس کا مخرج زبان کی جڑ (یعنی) اسکا بالائی حصہ ہے، پھر کاف جو ہے

اَسْفَلُ وَالْوَسْطُ فَجِيْمُ الشِّيْنُ يَا
وَالضَّادُ مِنْ حَافَتِهٖ اِذْ وَلِيَا

(۱۳)

اس کا مخرج قاف (کے مخرج) سے نیچے (ذرا منہ کی طرف ہٹ کر) ہے۔ اور

”وَالْقَافُ اَقْصَى اللِّسَانِ“ کا ترجمہ اسطرح بھی کیا جا سکتا ہے: ”اور قاف کا مخرج زبان کی جڑ... الخ“ اور ایسے ہی ”ثُمَّ الْكَافُ اَسْفَلُ“ کا بھی اسطرح کیا جا سکتا ہے: ”پھر کاف کا مخرج قاف کے مخرج سے نیچے... الخ“

(زبان اور تالو کا) درمیان جو ہے پس مخرج ہے جیم شین (اور) یاء (غیر مدہ) کا۔ اور ضاد نکلتا ہے اس (زبان) کے حافہ (کروٹ) سے، جبکہ ملے وہ (حافہ)

الاَضْرَاسَ مِنْ اَيْسَرَ اَوْ يُمْنَاهَا
وَاللاَّمُ اَدْنَاهَا لِمُنْتَهَاهَا
(۱۴)

ڈاڑھوں سے، یہ ڈاڑھیں بائیں جانب کی ہوں یا اس (حافہ) کے دائیں طرف کی۔ اور لام جو ہے (اس کا مخرج حافہ کا) ادنیٰ (یعنی منہ کے قریب والا حصہ) ہے، اس (حافہ) کے آخر تک۔

وَالنُّوْنُ مِنْ طَرَفِهٖ تَحْتُ اجْعَلُوْا
وَالرَّا يُدَانِيْهِ لِظَهْرٍ اَدْخَلُ
(۱۵)

اور نون نکلتا ہے اس (زبان) کی نوک سے، (یعنی) ادا کرو نون کو مخرج لام کے نیچے۔ اور راء جو ہے اس کا مخرج اس (نون) کے قریب ہی ہے، (البتہ) یہ (راء) زبان کی پشت میں بھی دخل رکھتی ہے۔

وَالْقَافُ کی طرح وَاللَّام... الخ کا ترجمہ بھی اسی طرح کیا جا سکتا ہے: "اور مخرج لام کا... الخ" اور ایسے ہی شعر نمبر ۱۵ کے "وَالرَّا... الخ" کا ترجمہ بھی اسی نہج پر کیا جا سکتا ہے۔ فافہم

وَالطَّآءُ وَالدَّالُ وَتَا مِنْهُ وَمِنْ
عُلْيَا الثَّنَايَا وَالصَّفِيرُ مُسْتَكِنْ

۱۶

اور طاء اور دال اور تاء نکلتے ہیں اس (زبان کی نوک) سے اور ثنایا علیا (کی جڑوں) سے۔ اور صفیر کے حروف (سین، صاد، زاء) ادا ہوتے ہیں

مِنْهُ وَمِنْ فَوْقِ الثَّنَايَا السُّفْلٰى
وَالظَّآءُ وَالذَّالُ وَثَا لِلْعُلْيَا

۱۷

اس (زبان کی نوک) سے اور ثنایا سفلیٰ کے اوپر (اندر والے کناروں) سے اور ظاء اور ذال اور ثاء اوپر کے دانتوں میں ہیں

مِنْ طَرَفَيْهِمَا وَمِنْ بَطْنِ الشَّفَهْ
فَالْفَا مَعَ اطْرَافِ الثَّنَايَا الْمُشْرِفَهْ

۱۸

ان دونوں (زبان اور ثنایا علیا) کے کناروں سے اور فاء نکلتی ہے (نیچے کے) ہونٹ کے شکم (اندر والے حصہ) سے ثنایا علیا کی نوکوں سمیت۔

لِلشَّفَتَيْنِ الْوَاوُ بَآءٌ مِّيْمُ
وَغُنَّةٌ مَّخْرَجُهَا الْخَيْشُوْمُ

۱۹

واوَ، بار (اور) میم ہونٹوں میں ہیں۔ (یعنی ان تینوں کا مخرج دونوں ہونٹ ہیں)۔ اور غنہ جو ہے اس کا مخرج خیشوم (ناک کی جڑ) ہے۔

بَابُ الصِّفَاتِ

صفات کا بیان

صِفَاتُهَا جَهْرٌ وَّرِخْوٌ مُّسْتَفِلْ
مُنْفَتِحٌ مُّصْمِتَةٌ وَّالضِّدَّ قُلْ

۲۰

ان (حرفوں) کی صفات جہر، رخاوت، استفال، انفتاح اور اصمات ہیں اور تو ان کی ضدوں کو بھی کہہ دے (یعنی بیان کر دے)۔

مَهمُوسُهَا فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ
شَدِيدُهَا لَفْظُ اَجِدْ قَطٍ بَكَتْ

۲۱

ان (حرفوں میں) کے مہموسہ فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ (کے حروف) ہیں۔
ان (میں) کے شدیدہ اَجِدْ قَطٍ بَكَتْ کے لفظ (کے حروف) ہیں۔

وَبَيْنَ رِخْوٍ وَّالشَّدِيْدِ لِنْ عُمَرْ
وَسَبْعُ عُلْوٍ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ حَصَرْ

۲۲

اور لِنْ عُمَرْ (کے حروف) رخوہ اور شدیدہ کے درمیان ہیں۔ اور استعلاء کے سات (حرف) خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ (کے حروف) ہیں۔ اس (مجموع) نے (ان ساتوں حرفوں کو) گھیر لیا (یعنی جمع کر لیا) ہے۔

وَصَادُ ضَادُ طَآءُ ظَآءُ مُّطْبَقَهْ
وَفَرَّ مِنْ لُّبِّ الْحُرُوفُ الْمُذْلِقَهْ

۲۳۔

اور صاد، ضاد، طاء، ظاء (حروف) مطبقہ ہیں۔ اور فَرَّ مِنْ لُّبِّ (کے حروف) حروفِ مذلقہ ہیں۔

صَفِيرُهَا صَادٌ وَّ زَايٌ سِينٌ
قَلْقَلَةٌ قُطْبُ جَدٍ وَّاللِّينُ
(۲۴)

ان (حرفوں میں) کے (حروف) صفیر صاد اور زار (اور) سین ہیں۔ قلقلہ کے حروف قُطْبُ جَدٍ (کے حروف) ہیں اور لین کے حروف

وَاوٌ وَّ يَاءٌ سَكَنَا وَانْفَتَحَا
قَبْلَهُمَا وَالِانْحِرَافُ صُحِّحَا
(۲۵)

وہ واؤ اور یار ہیں جو ساکن ہوں اور ان دونوں سے پہلا حرف زبر والا ہو۔ اور انحراف ثابت کی گئی ہے

فِي اللَّامِ وَالرَّا وَبِتَكْرِيرٍ جُعِلْ
وَلِلتَّفَشِّي الشِّينُ ضَادًا اِسْتَطِلْ
(۲۶)

لام اور رار میں، اور وہ (رار) تکریر کے ساتھ (بھی) مقرر کی گئی (یعنی متصف مانی گئی) ہے اور تفشی کیلئے شین ہے (یعنی شین میں تفشی ہے اور) ضاد کو مستطیل پڑھ (یعنی اس میں استطالت ادا کر)۔

بَابُ مَعرِفَۃِ التَّجوِیدِ

تجوید کی معرفت کا بیان

وَالاَخذُ بِالتَّجوِیدِ حَتمٌ لَّازِمٌ
مَن لَّم یُجَوِّدِ القُرَانَ اٰثِمٌ
۲۷

اور قرآن مجید کا تجوید کے موافق پڑھنا انتہائی ضروری (اور) لازم ہے۔ جو شخص قرآن مجید کو تجوید سے نہ پڑھے (وہ) گناہگار ہے۔

لِاَنَّہٗ بِہِ الاِلٰـہُ اَنزَلَا
وَھٰکَذَا مِنہُ اِلَینَا وَصَلَا
۲۸

اس لیے کہ شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کو) اس (تجوید ہی) کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور (پھر) وہ (قرآن) اُس (حق تعالیٰ) سے ہم تک (بھی) اسی طرح تجوید ہی کیساتھ پہنچا ہے۔

وَهُوَ اَيۡضًا حِلۡيَةُ التِّلَاوَةِ
وَزِيۡنَـةُ الۡاَدَاءِ وَالۡقِرَآءَةِ

۲۹

اور وہ (تجوید اس کے علاوہ) تلاوت کا زیور اور ادا اور قراءۃ کی زینت بھی ہے۔

وَهُوَ اِعۡطَآءُ الۡحُرُوۡفِ حَقَّهَا
مِنۡ صِفَةٍ لَّهَا وَمُسۡتَحَقَّهَا

۳۰

اور وہ (تجوید) دینا ہے حرفوں کو حق ان کا (یعنی) وہ صفات جو ان کیلئے (لازم) ہیں اور مستحق ان کا (یعنی صفات عارضہ)

وَرَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ لِّاَصۡلِهٖ
وَاللَّفۡظُ فِيۡ نَظِيۡرِهٖ كَمِثۡلِهٖ

۳۱

اور لوٹا دینا ہے ہر ایک (حرف) کا اس کی اصل کی طرف[1] اور حرف کا ادا کرنا اس کی نظیر (مانند) میں اسی کی مثل ہے۔

[1] یعنی اس کو اس کے مخرج سے ادا کرنا (اصل کی طرف لوٹا دینے سے یہی مراد ہے)۔

مُكَمِّلًا مِّنْ غَيْرِ مَا تَكَلُّفِ
بِاللُّطْفِ فِي النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ
(۳۲)

حالانکہ کامل کرنے والا ہو وہ (قاری تجوید) کو بغیر کسی تکلف کے ادا کرنے میں نرمی اور لطافت کیساتھ بغیر بے راہ روی اختیار کرنے کے۔

ف: مُكَمَّلًا (میم کے فتحہ یعنی) اسم مفعول سے بھی پڑھا جا سکتا ہے اور اس صورت میں معنٰی یہ ہوں گے: "حالانکہ کامل کیا ہوا ہو وہ لفظ... الخ" لیکن بہتر اور اولٰی کسرہ ہی ہے۔

وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ تَرْكِهِ
اِلَّا رِيَاضَةُ امْرِئٍ بِفَكِّهِ
(۳۳)

اور نہیں ہے (کوئی فرق) درمیان اس (تجوید) کے اور درمیان اس کے ترک کے، بجز انسان کے مشق کرنے کے اپنے جبڑے (یعنی منہ) کے ساتھ۔

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْحُرُوْفِ

حرفوں کے ادا کرنے کے طریقوں کا بیان

فَرَقِّقَنْ مُّسْتَفِلاً مِّنْ اَحْرُفٖ
وَحَاذِرَنْ تَفْخِيْمَ لَفْظِ الْاَلِفٖ (۳۴)

پس ضرور باریک پڑھ تو (ہجاء کے) حرفوں میں سے حروفِ مستفلہ کو اور ضرور پرہیز کر الف کے تلفظ کے پُر کرنے سے۔

وَهَمْزِ اَلْحَمْدُ اَعُوْذُ اِهْدِنَا
اَللّٰهِ ثُمَّ لَامَ لِلّٰهِ لَنَا (۳۵)

نیز (پرہیز کر) اَلْحَمْدُ، اَعُوْذُ، اِهْدِنَا (اور) اَللّٰه کے ہمزہ پھر لِلّٰهِ، لَنَا

وَلْيَتَلَطَّفْ وَعَلَى اللّٰهِ وَلَاالضّْ
وَالْمِيْمَ مِنْ مَّخْمَصَةٍ وَّمِنْ مَّرَضْ (۳۶)

وَلْيَتَلَطَّفْ، عَلَى اللّٰهِ اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ o کے لام اور مَخْمَصَةٍ

اور مَرَضٌ کی میم

وَ بَآءَ بَرْقٍ ، بَاطِلٌ ، بِهِمْ بِذِیْ
وَاحْرِصْ عَلَی الشِّدَّةِ وَالْجَهْرِ الَّذِیْ ۳۷

اور بَرْقٍ، بَاطِلٌ، بِهِمْ (اور) بِذِیْ کی بار کے (پُر پڑھنے سے بھی) اور خوب حرص (کوشش) کر اس شدت اور جہر (کے ادا کرنے) پر جو

فِیْهَا وَفِی الْجِیْمِ کَحُبِّ الصَّبْرِ
رَبْوَةٍ اِجْتُثَّتْ وَحَجِّ الْفَجْرِ ۳۸

اس (بار) میں اور جیم میں ہے۔ (ان دونوں کی مثالیں) حُبِّ، بِالصَّبْرِ رَبْوَةٍ، اُجْتُثَّتْ، بِالْحَجِّ اور وَالْفَجْرِ کی طرح (ہیں)۔

ف: وَهَمْزَ اَلْحَمْدُ اِلٰی قَوْلِهٖ بِهِمْ بِذِیْ کا ترجمہ اسطرح بھی کیا جا سکتا ہے: ”اور ضرور باریک پڑھ اَلْحَمْدُ وغیرہ کے ہمزہ' لِلّٰهِ وغیرہ کے لام' مَخْمَصَةٍ وغیرہ کی میم اور بَرْقٌ وغیرہ کی بار کو“ لیکن اولیٰ اور انسب پہلا ترجمہ ہی ہے۔

❁ ایسے ہی کَحُبِّ... الخ وغیرہ کا ترجمہ اسطرح بھی کیا جا سکتا ہے:۔” ان دونوں کی مثالیں کَحُبِّ... الخ وغیرہ ہیں“ دونوں کی وضاحت شرح میں درج ہے۔

وَبَيِّنَنْ مُّقَلْقَلًا اِنْ سَكَنَا
وَاِنْ يَّكُنْ فِي الْوَقْفِ كَانَ اَبْيَنَا
(۳۹)

اورخوب ظاہر کر (حرفِ) مقلقل کو (یعنی اسکے قلقلہ کو) اگر وہ (مقلقل) ساکن ہو اور اگر ہو وہ (سکون) وقف میں تو ہوگا وہ مقلقل اور بھی زیادہ ظاہر ہونے والا۔

وَحَاءَ حَصْحَصَ اَحَطْتُّ الْحَقُّ
وَسِيْنَ مُسْتَقِيْمَ يَسْطُوْ يَسْقُوْ
(۴۰)

اور (خوب ظاہر کر) حَصْحَصَ، اَحَطْتُّ (اور) اَلْحَقُّ کی حاء اور مُسْتَقِيْمَ يَسْطُوْنَ (اور) يَسْقُوْنَ کی سین (کی ترقیق) کو

بَابُ الرَّآءَاتِ

راء کے پُر اور باریک ہونے کے قاعدے

وَرَقِّقِ الرَّآءَ اِذَا مَا كُسِرَتْ
كَذَاكَ بَعْدَ الْكَسْرِ حَيْثُ سَكَنَتْ
(۴۱)

اور باریک پڑھ راء کو جب بھی وہ کسرہ دی جائے (یعنی مکسور ہو)۔ ایسے ہی (اس راء کو بھی باریک ہی پڑھ جو) کسرہ کے بعد (ہو) جبکہ وہ ساکن ہو

اِنْ لَّمْ تَكُنْ مِّنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلَا
اَوْ كَانَتِ الْكَسْرَةُ لَيْسَتْ اَصْلَا
(۴۲)

بشرطیکہ نہ ہو وہ (کسرہ کے بعد والی رائے ساکنہ) استعلا کے حرف سے پہلے۔
یا نہ ہو وہ کسرہ (ایسا) جو نہ ہو اصلی

یعنی یا نہ ہو کسرہ عارضی۔ کیونکہ جو کسرہ ایسا ہے جو اصلی نہیں تو اسکا مطلب یہی ہے کہ وہ عارضی ہے۔ فافہم

وَالْخُلْفُ فِي فِرْقٍ لِّكَسْرٍ يُّوجَدُ
وَاَخْفِ تَكْرِيْرًا اِذَا تُشَدَّدُ

۴۳

اور فِرْقٍ (کی رار) میں خُلف ہے۔ (یعنی اس میں دو وجوہ ہیں) بوجہ اس کسرہ کے جو (قاف میں) پایا جاتا ہے۔ اور چُھپا تو تکریر (یعنی تکرارِ حقیقی) کو جبکہ وہ (رار) تشدید دی جائے۔

بَابُ اللَّامَاتِ

لام کے پُر اور باریک ہونے کا قاعدہ

وَفَخِّمِ اللَّامَ مِنَ اسْمِ اللّٰهِ
عَنْ فَتْحٍ اَوْ ضَمٍّ كَعَبْدُ اللّٰهِ

۴۴

اور پُر پڑھ اس لام کو جو اللہ کے (پاک) نام میں ہو بعد فتحہ اور ضمہ کے۔ (پُر لام کی مثال) اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ کی طرح (ہے)۔

ف: وَفَخِّمِ اللَّامَ... الخ کا سادہ ترجمہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے: ”اور پُر پڑھ لام کو اللہ کے پاک نام میں۔“

بَابُ الِاسْتِعْلَاءِ وَالِاطْبَاقِ

استعلاء اور اطباق کی تفخیم کا بیان

وَحَرْفَ الِاسْتِعْلَاءِ فَخِّمْ وَاخْصُصَا
الِاطْبَاقَ اَقْوٰى نَحْوُ قَالَ وَالْعَصَا (۴۵)

اور پُر پڑھ استعلا کے حرفوں کو۔ اور ضرور خاص کر دے اطباق (کے حرفوں) کو (ساتھ ایسی تفخیم کے) جو زیادہ قوی ہو (مجرد استعلا کی تفخیم سے، استعلا اور اطباق کی مثال) قَالَ (کے قاف) اور عَصَا (کے صاد) کی طرح (ہے)۔

وَبَيِّنِ الِاطْبَاقَ مِنْ اَحَطْتُّ مَعْ
بَسَطْتَّ وَالْخُلْفُ بِنَخْلُقْكُّمْ وَقَعْ (۴۶)

اور ظاہر کر (صفتِ) اطباق کو اَحَطْتُّ (کی طاء) میں بَسَطْتَّ (کی طاء) سمیت اور اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ (کے قاف) میں خُلف واقع ہوا ہے۔

لیس مِنْ اَحَطْتُّ میں "مِنْ" فِیْ کے معنی میں ہے۔ تشویش کی ضرورت نہیں، حروفِ جار ایک دوسرے کے معنی میں آتے رہتے ہیں۔

وَاحْرِصْ عَلَى السُّكُونِ فِي جَعَلْنَا
اَنْعَمْتَ وَالْمَغْضُوبِ مَعْ ضَلَلْنَا
(۴۷)

اور تو حرص (یعنی کوشش) کر اس سکون (کے ادا کرنے) پر، جو جَعَلْنَا (کے لام) اَنْعَمْتَ (کے نون و میم) اور اَلْمَغْضُوبِ (کی غین) میں ہے، ضَلَلْنَا (کے لام) سمیت۔

وَخَلِّصِ انْفِتَاحَ مَحْذُورًا عَسَى
خَوْفَ اشْتِبَاهِهِ بِمَحْظُورًا عَصَى
(۴۸)

اور خوب صفائی سے ادا کر مَحْذُورًا (کی ذال اور) عَسٰی (کے سین) کی انفتاح کو، اس مذکور کے مَحْظُورًا (اور) عَصٰی کے ساتھ ملتبس ہو جانے کے اندیشہ سے۔

وَرَاعِ شِدَّةً بِكَافٍ وَّبِتَا
كَشِرْكِكُمْ وَتَتَوَفَّى فِتْنَتَا
(۴۹)

اور پورے خیال سے ادا کر (صفتِ) شدت کو کاف اور تاء میں (ان دونوں کی مثال) بِشِرْكِكُمْ، تَتَوَفّٰهُمُ اور فِتْنَةً کی طرح (ہے)۔

بَابُ الِادْغَامِ

ادغام کا بیان

وَاَوَّلَیْ مِثْلٍ وَّجِنْسٍ اِنْ سَکَنْ
اَدْغِمْ کَقُلْ رَّبِّ وَبَلْ لَّا وَاَبِنْ

۵۰

اور مثلین و متجانسین (دونوں) میں کے پہلے پہلے حرف کا دوسرے حرف میں ادغام کر، اگر وہ (پہلا حرف) ساکن ہو۔ (ان دونوں کی مثال) قُلْ رَّبِّ اور بَلْ لَّا کی طرح (ہے)۔ اور اظہار سے پڑھ

فِیْ یَوْمِ مَعْ قَالُوْا وَهُمْ وَقُلْ نَعَمْ
سَبِّحْهُ لَا تُزِغْ قُلُوْبَ فَالْتَقَمْ

۵۱

فِیْ یَوْمٍ (کی یاء) کو، قَالُوْا وَهُمْ (کے واو) قُلْ نَعَمْ (کے لام) سَبِّحْهُ (کی حاء) لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا (کی غین اور) فَالْتَقَمَهُ (کے لام) سمیت

فِیْ یَوْمٍ میں فِیْ تلاوتی ہے، اس لیے اسکے معنی نہیں کیے جائیں گے۔ لہٰذا وَاَبِنْ فِیْ یَوْمٍ کا ترجمہ اس طرح نہیں کرنا چاہیے: "اور اظہار کر فِیْ یَوْمٍ میں"

بَابٌ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الضَّادِ وَالظَّاءِ

ضاد و ظاء میں فرق کرنے کا بیان

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّمَخْرَجِ
مَيِّزْ مِنَ الظَّاءِ وَكُلُّهَا تَجِي ٥٢

اور ممتاز کر کے پڑھ ضاد کو ظاء سے بوجہ (صفتِ) استطالت اور مخرج (کی تفریق) کے، اور اس (ظاء) کے مادہ والے) تمام اَلفاظ (آئندہ سات اشعار میں) آرہے ہیں:۔

فِي الظَّعْنِ ظِلِّ الظُّهْرِ عُظْمِ الْحِفْظِ
أَيْقِظْ وَأَنْظِرْ عَظْمِ ظَهْرِ اللَّفْظِ ٥٣

(یعنی) ظَعْنِ، ظِلِّ، ظُهْرِ، عُظْمِ، حِفْظِ، اَيْقِظْ، اَنْظِرْ، عَظْمِ ظَهْرِ اور لَفْظِ (ان سب کے مادہ) میں۔

ظَاهِرْ لَظٰی شُوَاظُ کَظْمٍ ظَلَمَا
اُغْلُظْ ظَلَامِ ظُفُرٍ اِنْتَظِرْ ظَمَا

(۵۴)

(نیز) ظَاهِرْ، لَظٰی، شُوَاظُ، کَظْمٍ، ظَلَمَ، اُغْلُظْ، ظَلَامِ، ظُفُرٍ اِنْتَظِرْ (اور) ظَمَأٌ (کے مادہ) میں۔

اَظْفَرَ ظَنًّا کَیْفَ جَا وَعْظٍ سِوٰی
عِضِیْنَ ظَلَّ النَّحْلِ زُخْرُفٍ سَوَا

(۵۵)

اَظْفَرَ میں، ظَنًّا میں، وہ (ظَنًّا) جس طرحؔ (جس صیغے سے) بھی آئے وَعْظٍ (کے مادہ) میں سوائے عِضِیْنَ کے (اور) نحل اور زخرف کے ظَلَّ میں حالانکہ وہ ظَلَّ دونوں صورتوں میں برابر اور یکساں ہے۔ (چنانچہ دونوں موقعوں میں ایک ہی صیغہ سے آیا ہے)۔

وَظَلْتَ ظَلْتُمْ وَبِرُوْمٍ ظَلُّوْا
کَالْحِجْرِ ظَلَّتْ شُعَرَا نَظَلُّ

(۵۶)

اور ظَلْتَ میں (اور) ظَلْتُمْ میں اور (اس) لَظَلُّوْا میں جو (سورۃ) روم میں

کَیْفَ جَا کو وَعْظٍ سے بھی حال قرار دے سکتے ہیں اور اس صورت میں معنی یہ ہوں گے: "وہ وَعْظٍ جس طرح اور جس صیغہ سے بھی آئے۔"

ہے حجر والے (فَظَلُّوا) کی طرح اور شعراء کے فَظَلْتُ اور (اس کے) فَنَظَلُّ میں۔

يَظْلَلْنَ مَحْظُورًا مَّعَ الْمُحْتَظِرِ
وَكُنْتَ فَظًّا وَّجَمِيْعِ النَّظَرِ ۵۷

يَظْلَلْنَ میں، مَحْظُوْرًا میں سمیت اَلْمُحْتَظِرِ کے اور كُنْتَ فَظًّا میں اور اَلنَّظَرْ کے تمام مشتقات میں۔

اِلَّا بِوَيْلٍ هَلْ وَّاُوْلٰى نَاضِرَهْ
وَالْغَيْظِ لَا الرَّعْدِ وَهُوْدٍ قَاصِرَهْ ۵۸

مگر (سورہ) وَيْلٌ (لِّلْمُطَفِّفِيْنَ۝ اور) هَلْ (اَتٰی کے نَضْرَةً) اور (سورہ قیامہ کے) پہلے نَاضِرَةٌ میں (یعنی یہ تینوں ظاء سے نہیں بلکہ ضاد سے ہیں) اور غَيْظِ (کے مادہ) میں نہ کہ رعد (کے تَغِيْضُ) اور ھود (کے غِيْضَ) میں (بھی کیونکہ ان دونوں موقعوں میں) یہ (لفظ معنیٰ کی رُو سے) کمی والا (یا کتابت کی رُو سے کوتاہ ہونے والا) ہے۔

وَالْحَظِّ لَا الْحَضِّ عَلَى الطَّعَامِ
وَفِي ضَنِينٍ اِلْخِلَافُ سَامِيْ

(۵۹)

اور حَظِّ (کے مادہ) میں نہ کہ یَحُضُّ عَلٰی اور [1] تَحٰضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ میں بھی اور ضَنِیْنٍ میں خلاف مشہور ہے (یعنی یہ دونوں حرفوں [2] سے آیا ہے)۔

بَابُ التَّحْذِيرَاتِ

ان چیزوں کا بیان جن سے قاری کو بچنا چاہیے

وَاِنْ تَلَاقَيَا الْبَيَانُ لَازِمْ
اَنْقَضَ ظَهْرَكَ يَعَضُّ الظَّالِمُ

(۶۰)

اور اگر مل کر آئیں وہ دونوں (ضاد وظاء) تو دونوں کو (جدا جدا) ظاہر کرنا (اور ہر ایک کو دوسرے سے ممتاز کر کے پڑھنا) ضروری ہے [3]۔ (دونوں کے مل کر آنے کی مثال) اَنْقَضَ ظَهْرَكَ اور يَعَضُّ الظَّالِمُ ہے۔

[1] پس اَلْحَضِّ عَلٰی سے یَحُضُّ عَلٰی اور تَحٰضُّوْنَ عَلٰی یہی دونوں مراد ہیں۔
[2] اس طرح کہ بعض قراءتوں میں ضاد سے ہے اور بعض میں ظاء سے۔ حضرت حفص رحمہ اللہ ضاد پڑھنے والوں میں ہیں۔ لہٰذا ان کی روایت میں یہ ظاء کے مادہ والے اَلفاظ میں شامل نہیں۔ خوب سمجھ لیجئے۔
[3] تفصیل کیلئے "سبیل الرشاد فی تحقیق تلفظ الظاد" کا مطالعہ کیجئے۔

وَاضطُرَّ مَعْ وَعَظْتَ مَعْ اَفَضْتُمْ
وَصَفِّ هَا جِبَاهُهُمْ عَلَيْهِمْ

(٦١)

اور (ایسے ہی صاف طور سے ادا کرنا ضروری ہے) اُضْطُرَّ (کے ضاد) کا سمیت وَعَظْتَ (کی ظاء) اور سمیت اَفَضْتُمْ (کے ضاد) کے، اور صاف صاف ادا کر جِبَاهُهُمْ اور عَلَيْهِمْ کی ھاء کو۔

بَابٌ فِي حُكْمِ النُّونِ وَالْمِيمِ الْمُشَدَّدَتَيْنِ مَعَ اَحْكَامِ الْمِيمِ السَّاكِنَةِ

نون و میم مشددتین اور میم ساکن کے احکام کا بیان

وَاَظْهِرِ الْغُنَّةَ مِنْ نُّونٍ وَّمِنْ
مِيمٍ اِذَا مَا شُدِّدَا وَاَخْفِيَنْ

(٦٢)

اور اچھی طرح ظاہر کر (یعنی ایک الف کے برابر ادا کر) غنہ کو نون اور میم میں جب بھی وہ دونوں تشدید دیئے جائیں (یعنی مشدد ہوں) اور ضرور اخفاء سے پڑھ

اَلْمِیْمَ اِنْ تَسْکُنْ بِغُنَّۃٍ لَّدَا
بَآءٍ عَلَی الْمُخْتَارِ مِنْ اَھْلِ الْاَدَا ۶۳

میم کو ساتھ غنہ کے اگر وہ ساکن ہو بار کے پاس اہلِ ادا کے مختار قول (کی بنار) پر

وَاَظْھِرَنْھَا عِنْدَ بَاقِی الْاَحْرُفِ
وَاحْذَرْ لَدَا وَاوٍ وَّ فَا اَنْ تَخْتَفِیْ ۶۴

اور ضرور اظہار سے پڑھ اس (میم ساکن) کو باقی حرفوں کے پاس، اور بچ واو
اور فار کے پاس اس (میم ساکن) کے اخفا والا ہو جانے سے۔

بَابُ اَحْکَامِ النُّوْنِ السَّاکِنَۃِ وَالتَّنْوِیْنِ

نون ساکن اور تنوین کے احکام کا بیان

وَحُکْمُ تَنْوِیْنٍ وَّنُوْنٍ یُّلْفٰی
اِظْھَارُ اِدْغَامُ وَّقَلْبُ اِخْفَا ۶۵

اور حکم اس تنوین اور نون (ساکن) کا جو (قرآنی عبارت میں کسی حرفِ ہجار سے

ملکر) پایا جائے، اظہار ہے، ادغام ہے، قلب ہے اور اخفا ہے۔ (قاریؒ)

ف: اس شعر کا ترجمہ اسطرح بھی کیا جاسکتا ہے: "اور حکم تنوین اور نون (ساکن) کا پایا جاتا ہے (چار قسموں پر۔ وہ چار قسمیں) اظہار، ادغام، اقلاب اور اخفاء ہیں (رومیؒ)

فَعِنْدَ حَرْفِ الْحَلْقِ اَظْهِرْ وَادَّغِمْ
فِى اللَّامِ وَالرَّا لَا بِغُنَّةٍ لَّزِمْ
٦٦

پس اظہار سے پڑھ (دونوں نونوں کو) حلق کے حرفوں کے پاس اور ادغام کر (دونوں نونوں کا) لام و راء میں (ادغام کامل نہ کہ وہ جو مُتَلَبِّس) بالغنّہ (غنہ پر مشتمل ہو) یہ (ادغام ان دونوں نونوں کو) لازم ہوگیا ہے (یعنی اس نوع کے تمام افراد کو شامل ہوگیا ہے)۔

وَادَّغِمَنْ بِغُنَّةٍ فِى يُوْمِنُ
اِلَّا بِكِلْمَةٍ كَدُنْيَا عَنْوَنُوْا
٦٧

اور ضرور ادغام کر ساتھ غنہ کے يُوْمِنُ (کے چار حرفوں) میں، مگر (اس حرف میں نہیں جو) ایک (اسی) کلمہ میں (واقع ہو۔ ایک کلمہ کی مثال) دُنْيَا اور عَنْوَنُوْا (یا صِنْوَانٌ) کی طرح (ہے)۔ ف: بعض نسخوں میں بجائے عَنْوَنُوْا کے صِنْوَنُوْا ہے۔

بعض نسخوں میں لَزِمْ کے بجائے اَتَمْ ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے: کہ یہ ادغام کامل ہے نہ کہ ناقص (جیساکہ واؤ اور یاء میں ہوتا ہے)۔

وَالْقَلْبُ عِنْدَ الْبَا بِغُنَّةٍ كَذَا
الِاخْفَا لَدَا بَاقِي الْحُرُوفِ أُخِذَا

٦٨

اور بار کے پاس قلب (دونوں نونوں کو) غنہ (کی رعایت) کیساتھ (میم سے بدلنا) ثابت ہے۔ اسی طرح (یعنی غنہ کے ساتھ) باقی (پندرہ) حرفوں کے پاس (شیوخ سے) اخفاء لیا (اور حاصل کیا) گیا ہے۔

بَابُ الْمَدَّاتِ

مدّوں کی بحث

وَالْمَدُّ لَازِمٌ وَّ وَاجِبٌ اَتٰى
وَجَآئِزٌ وَّهْوَ وَقَصْرٌ ثَبَتَا

٦٩

اور مد لازم بھی ہے اور واجب بھی۔ یہ (ان دونوں میں سے ہر ایک) آیا ہے۔
اور جائز بھی، اور (مد جائز میں) وہ (مد) اور قصر دونوں ثابت ہوئے ہیں۔

فَلَازِمٌ اِنْ جَآءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدّ
سَاكِنُ حَالَيْنِ وَبِالطُّوْلِ يُمَدّ

۷۰

پس (مد) لازم ہے اگر آئے بعد حرفِ مد کے ساکن دونوں حالتوں کا (یعنی دونوں حالتوں میں باقی رہنے والا سکون) اور اس (مدّہ) کو طول کے ساتھ کھینچا جاتا ہے (یعنی اس میں طول کے ساتھ مد کیا جاتا ہے)۔

وَوَاجِبٌ اِنْ جَآءَ قَبْلَ هَمْزَةٍ
مُتَّصِلًا اَنْ جُمِعَا بِكِلْمَةٍ

۷۱

اور (مد) واجب ہے اگر آئے وہ (مدّہ) ہمزہ سے پہلے، اس حال میں کہ متصل ہو، اس طور پر کہ (یا اگر) جمع کیے گئے ہوں وہ دونوں (مدّہ اور ہمزہ) ایک ہی کلمہ میں۔

وَجَآئِزٌ اِذَا اَتٰى مُنْفَصِلًا
اَوْ عَرَضَ السُّكُوْنُ وَقْفًا مُّسْجَلًا

۷۲

اور (مد) جائز ہے جب آئے وہ (مدّہ ہمزہ سے) جدا ہو کر، یا عارض ہو جائے

اَنْ جُمِعَا بعض نسخوں میں ہمزہ کے فتحہ سے ہے اور بعض میں کسرہ سے۔ پہلی صورت میں "اس طور پر" کے اور دوسری صورت میں "اگر" کے معنی ہوں گے۔

سکون (حرفِ مد یا لین کے بعد) وقف میں (یا وقف کیوجہ سے) حالانکہ وہ (سکون) مطلق (یعنی بلا قید) اور عام کیا ہوا ہے۔

ف: "مُسْجَلًا" وَقْفًا کی صفت نہیں بلکہ اَلسُّکُوْنُ سے حال ہے۔ توجیہ شرح میں درج ہے۔

بَابُ مَعْرِفَةِ الْوَقْفِ وَالِابْتِدَآءِ

وقف وابتدا کی معرفت کا بیان

وَبَعْدَ تَجْوِيْدِكَ لِلْحُرُوْفِ
لَابُدَّ مِنْ مَّعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ (۷۳)

اور تیرے حرفوں کی تجوید (جان لینے) کے بعد وقوف وابتدا (یا وقف وابتدا کے موقعوں) کی معرفت (اور ان کے احکام کا معلوم کر لینا) بھی ضروری ہے۔

ف: اگلے شعر کے وَالِابْتِدَآءِ کا ترجمہ بھی اسی میں آگیا ہے۔

پس اَلْوُقُوْفِ یا تو وقف کی جمع ہے اور یا مصدر ہے اور عبارت کی تقدیر: مَحَالِّ الْوُقُوْفِ وَمَوَاضِعِ الِابْتِدَآءِ ہے۔ فَافْهَمْ

وَالْاِبْتِدَآءِ وَهِيَ تُقْسَمُ اِذَنْ
ثَلَاثَةً تَامٌ وَّكَافٍ وَّحَسَنْ

(۷۴)

اور یہ (وقوف) اب تقسیم کیے جاتے ہیں تین (قسموں) کی طرف :- وہ (تین قسمیں) تام، کافی اور حسن ہیں۔

وَهِيَ لِمَا تَمَّ فَاِنْ لَّمْ يُوْجَدِ
تَعَلُّقٌ اَوْ كَانَ مَعْنًى فَابْتَدِيْ

(۷۵)

اور یہ (تینوں) اس (کلام کے وقف) کی قسمیں ہیں جو پورا ہو گیا ہو۔ پھر اگر نہ پایا جائے کسی قسم کا تعلق (نہ لفظی نہ معنوی) یا ہو وہ (تعلق) از روئے معنیٰ، تو ابتدا کر (مابعد سے)۔

فَالتَّامُ فَالْكَافِيْ وَلَفْظًا فَامْنَعَنْ
اِلَّا رُؤُوْسَ الْاٰيِ جَوِّزْ فَالْحَسَنْ

(۷۶)

پس (ان دونوں میں سے پہلا) تام اور (دوسرا) کافی ہے، اور اگر ہو تعلق لفظ (اور ترکیب) کی رو سے، تو ضرور منع کر (مابعد سے ابتداء کرنے کو) سوائے آیتوں کے سروں کے، کہ جائز رکھ (ان کے بعد سے ابتدا کرنے کو بھی)۔ پس یہ (تیسرا وقف) حسن ہے۔

وَغَيْرُ مَا تَمَّ قَبِيحٌ وَّلَهُ
يُوقَفُ مُضْطَرًّا وَّيُبْدَا قَبْلَهُ

۷۷

اور غیر اس (کلام) کا جو پورا ہو چکا ہو (یعنی کلامِ ناتمام) اس پر وقف کرنا قبیح ہے اور اس پر مجبوری ہی کی حالت میں وقف کیا جا سکتا ہے اور (وقف کے بعد) ماقبل[1] سے اعادہ کیا جائے گا (مابعد سے ابتدا جائز نہیں)۔

وَلَيْسَ فِي الْقُرْانِ مِنْ وَّقْفٍ وَّجَبْ
وَلَا حَرَامٍ غَيْرِ مَا لَهُ سَبَبْ

۷۸

اور نہیں ہے قرآن میں کوئی (ایسا) وقف (جو) واجب (ہو) اور نہ (کوئی ایسا جو) حرام ہو، سوا اس (وقف) کے کہ جس کے (وجوب یا حرمت کے) لیے سبب ہو۔

[1] پس یُبْدَا یہاں یُعَادُ کے معنیٰ میں ہے جس پر قَبْلَهُ دال ہے۔ فافهم

بَابُ مَعْرِفَةِ الْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْصُوْلِ وَالتَّآءِ الْمَجْرُوْرَةِ

مقطوع وموصول اور تائے مجرورہ کی پہچان کا بیان

وَاعْرِفْ لِمَقْطُوْعٍ وَّمَوْصُوْلٍ وَّتَا
فِيْ مُصْحَفِ الْاِمَامِ فِيْ مَا قَدْ اَتٰى

(٧٩)

اور تو معلوم کر لے مقطوع وموصول اور تائے (مجرورہ) کو، جو مصحفِ امام میں ہے۔ حالانکہ یہ (مذکور) اس (نقل) کے موافق ہے، جو آئی ہے (یعنی علمائے رسم کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے)۔ (قاری رحمہ اللہ)

فَاقْطَعْ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ اَنْ لَّا
مَعْ مَلْجَاً وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا

(٨٠)

پس قطع کر دس کلمات میں اس اَنْ لَّا کو جو مَلْجَاً اور لَا اِلٰـهَ اِلَّا کے

وَتَعْبُدُوٓا يٰسِيْنَ ثَانِي هُوْدَ لَا
يُشْرِكْنَ تُشْرِكْ يَدْخُلَنْ تَعْلُوْا عَلٰى

۸۱

(نیز) یٰسین (ع ۴ اور) ھود کے دوسرے تَعْبُدُوْا، لَا یُشْرِکْنَ، تُشْرِكْ
یَدْخُلَنَّھَا (اور) تَعْلُوْا عَلٰی کے

اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا لَا اَقُوْلَ اِنْ مَّا
بِالرَّعْدِ وَالْمَفْتُوْحَ صِلْ وَعَنْ مَّا

۸۲

(نیز) اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا (اور) لَا اَقُوْلَ کے ساتھ ہے۔ اور (قطع کر) اِنْ مَّا کو (صرف سورہ) رعد میں، اور (ہمزہ کے) زبر والے (یعنی اَمَّا) کو (ہر جگہ) موصول لکھ

ف: عَنْ مَّا کا ذکر اگلے شعر میں آئے گا۔

نُهُوْا اقْطَعُوْا مِنْ مَّا بِرُوْمٍ وَّالنِّسَا
خُلْفُ الْمُنَافِقِيْنَ اَمْ مَّنْ اَسَّسَا

۸۳

اور قطع کر عَنْ مَّا نُھُوْا کو (یعنی اس عَنْ مَّا کو جس کے بعد نُھُوْا ہے، اور اس) مِنْ مَّا کو (جو سورہ) روم اور نساء میں (ہے) اور (سورہ) منافقون (کے مِنْ مَّا) میں خلف ہے۔ (اور قطع کر) اَمْ مَّنْ اَسَّسَ کو (یعنی اس اَمْ مَّنْ کو جس کے بعد اَسَّسَ ہے)۔

فُصِّلَتِ النِّسَا وَذِبْحِ حَيْثُ مَا
وَاَنْ لَّمِ الْمَفْتُوحَ كَسْرَ اِنَّ مَا

۸۴

نیز (سورہ) فصلت کے (اَمْ مَّنْ يَّاْتِیْ سورہ) نساء کے (اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ) اور (سورہ) ذِبْحِ (یعنی صفّٰت) کے اَمْ مَّنْ (خَلَقْنَا) کو (بھی) اور (قطع کر) حَيْثُ مَا کو (دونوں جگہ) اور (قطع کر) اس اَنْ لَّمْ کو جو ہمزہ کے فتحہ والا ہے (ہر جگہ) اور (قطع کر) ہمزہ کے زیر والے اِنَّ مَا کو

الاَنْعَامَ وَالْمَفْتُوحَ يَدْعُوْنَ مَعَا
وَخُلْفُ الاَنْفَالِ وَنَحْلٍ وَّقَعَا

۸۵

(صرف سورہ) انعام میں اور (قطع کر) ہمزہ کے زبر والے (یعنی اَنَّ مَا کو) يَدْعُوْنَ کے ساتھ دونوں جگہ اور انفال (کے اَنَّمَا) اور نحل (کے اِنَّمَا) میں خلف واقع ہوا ہے۔

وَكُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاخْتُلِفْ
رُدُّوْا كَذَا قُلْ بِئْسَمَا وَالْوَصْلَ صِفْ

۸۶

اور (قطع کر) كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ کو اور اختلاف کیا گیا ہے (كُلَّمَا) رُدُّوْا میں، ایسے ہی (اختلاف کیا گیا ہے) قُلْ بِئْسَمَا میں بھی اور بیان کر دے وصل کو

خَلَفْتُمُونِيْ وَاشْتَـرَوْا فِيْ مَا اقْطَعَا
أُوْحِيْ اَفَضْتُـمْ اشْتَهَتْ يَبْلُوْا مَعَا
(۸۷)

(بِئْسَمَا) خَلَفْتُمُوْنِيْ اور (بِئْسَمَا) اشْتَرَوْا میں (اور) ضرور قطع کر فِيْ مَا کو (فِيْ مَا) أُوْحِيَ، (فِيْ مَا) اَفَضْتُمْ، (فِيْ مَا) اشْتَهَتْ اور لِيَبْلُوَكُمْ (فِيْ مَا) میں دونوں جگہ۔

ثَانِيْ فَعَلْنَ وَقَعَتْ رُوْمٍ كِلَا
تَنْزِيْلِ شُعَرَا وَغَيْرَهَا صِلَا
(۸۸)

دوسرے (فِيْ مَا) فَعَلْنَ (میں)، نیز واقعہ (کے فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) روم (کے فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ)، تنزیل (زمر) کے دونوں (یعنی فِيْ مَا هُمْ اور فِيْ مَا كَانُوْا)، اورشعراء (کے فِيْ مَا هٰهُنَا) میں (اور) اس (شعراء والے یا ان گیارہ) کے سوا (باقی سب) کو موصول لکھ۔

فَاَيْنَمَا كَالنَّحْلِ صِلْ وَمُخْتَلِفْ
فِي الشُّعَرَا الْاَحْزَابِ وَالنِّسَا وُصِفْ
(۸۹)

(اور) موصول لکھ فَاَيْنَمَا کو نحل (کے اَيْنَمَا) کی طرح، اور اختلاف والا

پس غَيْرَهَا کی ضمیر کا مرجع یا تو شعراء ہے اور یا یہ سب ہیں، جو گیارہ ہیں۔

ہے یہ (لفظ سورہ) شعراء احزاب اور نساء میں۔ بیان کیا گیا ہے یہ (اختلاف فن کی کتابوں میں)۔

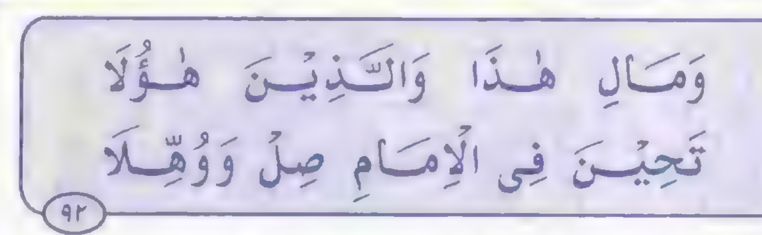
وَصِلْ فَإِلَّمْ هُودَ أَلَّنْ نَّجْعَلَا
نَجْمَعَ كَيْلَا تَحْزَنُوا تَأْسَوْا عَلَى ﴿۹۰﴾

اور (موصول لکھ) فَإِلَّمْ کو (سورہ) ھود میں، (نیز موصول لکھ) أَلَّنْ نَّجْعَلَ (اور أَلَّنْ) نَّجْمَعَ کو، (نیز) لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا (اور) لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى کو۔

حَجٌّ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَّقَطْعُهُمْ
عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ مَنْ تَوَلّٰى يَوْمَ هُمْ ﴿۹۱﴾

(نیز موصول ہے سورہ) حج کا (لِكَيْلَا يَعْلَمَ اور سورہ احزاب کا لِكَيْلَا يَكُوْنَ) عَلَيْكَ حَرَجٌ، اور ان (اہلِ رسم) کا عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ، (عَنْ) مَّنْ تَوَلّٰى (اور) يَوْمَ هُمْ کو مقطوع لکھنا ثابت ہے۔

حَجٌّ عَلَيْكَ حَرَجٌ کا ترجمہ اس طرح بھی کیا گیا ہے: ''اور كَيْلَا کے ان مواضع وصل میں سے تیسرا حج کا لِكَيْلَا اور چوتھا ان میں کا لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ہے۔ (قاریؔ)



نیز مَالِ هٰذَا، (فَمَالِ) الَّذِيْنَ اور (فَمَالِ) هٰٓؤُلَآءِ کو (یعنی ان تینوں کو بھی مقطوع لکھنا ثابت ہے۔ اور) تَحِيْنَ کو مصحفِ امام میں موصول لکھ، اور یہ (قول) غلطی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اَوْ وَّزَنُوْهُمْ وَكَالُوْهُمْ صِلِ
كَذَا مِنْ اَلْ وَهَا وَ يَا لَا تَفْصِلِ
٩٣

اَوْ وَّزَنُوْهُمْ (اور) كَالُوْهُمْ کو موصول لکھ۔ ایسے ہی اَلْ اور هَا اور يَا سے بھی (ان کے مابعد کو) جدا مت کر۔

فَصۡلٌ فِيۡ هَآءِ التَّاۡنِيۡثِ الَّتِيۡ رُسِمَتۡ تَآءً

تانیث کی اس ھاء کا بیان جو دراز "ت" کی صورت میں لکھی گئی ہے

وَرَحۡمَتُ الزُّخۡرُفِ بِالتَّا زَبَرَهۡ
الۡاَعۡرَافِ رُوۡمِ هُوۡدَ كَافَ الۡبَقَرَهۡ
(۹۴)

اور (سورہ) زخرف، اعراف، روم، ھود، کاف (مریم) اور بقرہ کا لفظ رَحۡمَتُ جو ہے، اس کو (اہلِ رسم نے دراز) "ت" سے لکھا ہے۔

❊ یا زخرف اعراف وغیرہ کے لفظ رَحۡمَتُ کو (اہلِ رسم نے) دراز "ت" سے لکھا ہے۔

نِعۡمَتُهَا ثَلَاثُ نَحۡلِ اِبۡرَهَمۡ
مَعًا اَخِيۡرَاتٌ عُقُوۡدُ الثَّانِ هَمّ
(۹۵)

نِعۡمَتُ اس (سورہ بقرہ) کا، تین نحل کے، دو ابراہیم کے جو ساتھ ساتھ ہیں (یعنی دونوں پانچویں رکوع میں ہیں) اس حال میں کہ یہ (چھیوں تینوں سورتوں کے) آخر والے ہیں، (یا یہ چھیوں جو آخر والے ہیں) اور (سورہ) عقود کا دوسرا جو هَمَّ

کے پاس ہے (ان ساتوں کو بھی اہلِ رسم نے دراز "ت" سے ہی لکھا ہے)۔

لُقْمٰنَ ثُمَّ فَاطِرٍ كَالطُّوْرِ
عِمْرٰنَ لَعْنَتَ بِهَا وَالنُّوْرِ
(۹۶)

(نیز) لقمان کا پھر فاطر کا مانند طور اور آل عمران کے (یعنی یہ چاروں بھی دراز "ت" سے ہی ہیں، اور لفظ) لَعْنَتَ جو اس (آل عمران) میں اور نور میں ہے (اس کو بھی اہلِ رسم نے دراز "ت" سے ہی لکھا ہے)۔

وَامْرَاَتُ يُوْسُفَ عِمْرٰنَ الْقَصَصْ
تَحْرِيْمَ مَعْصِيَتْ بِقَدْ سَمِعْ يُخَصْ
(۹۷)

اور (لفظ) اِمْرَاَتُ (سورہ) یوسف (آل) عمران قصص اور تحریم میں (یعنی ان چار موقعوں میں اسکو بھی دراز "ت" سے لکھا ہے، اور لفظ) مَعْصِيَتْ (سورہ) قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ (مجادلہ) کیساتھ خاص کیا جاتا ہے (یعنی یہ اسی سورۃ میں دو جگہ آیا ہے)

شَجَرَتَ الدُّخَانِ سُنَّتْ فَاطِرٍ
كُلًّا وَّ الْاَنْفَالِ وَاُخْرٰى غَافِرٍ
(۹۸)

(لفظ) شَجَرَتَ دخان کا (اور لفظ) سُنَّتْ فاطر کا (اس کے) سب موقعوں

میں، اور انفال کا اور غافر کا آخر والا، (ان سب کو بھی اہلِ رسم نے دراز "ت" سے ہی لکھا ہے)۔

قُرَّتُ عَيْنٍ جَنَّتُ فِي وَقَعَتْ
فِطْرَتْ بَقِيَّتْ وَابْنَتُ وَّ كَلِمَتْ

۹۹

قُرَّتُ عَيْنٍ (قصص:۹) جَنَّتُ (اِذَا) وَقَعَتْ (آیت:۸۹) میں فِطْرَتْ (روم:۳۰) بَقِيَّتُ (صرف ھود:۸۶) اور اِبْنَتُ (تحریم:۱۲) اور كَلِمَتْ

اَوْسَطَ الْاَعْرَافِ وَكُلُّ مَا اخْتُلِفْ
جَمْعًا وَّفَرْدًا فِيهِ بِالتَّاءِ عُرِفْ

۱۰۰

اعراف کے وسط میں (ان چھیوں کو بھی دراز "ت" سے ہی لکھا ہے) اور ہر وہ لفظ کہ اختلاف کیا گیا ہو اس میں جمع اور مفرد پڑھنے کے اعتبار سے، وہ (بھی) دراز "ت" کے ساتھ پہچانا گیا ہے۔

بَابُ هَمْزَةِ الْوَصْلِ

ہمزہ وصلی کی حرکت کا بیان

وَابْدَأْ بِهَمْزِ الْوَصْلِ مِنْ فِعْلٍ بِضَمْ
اِنْ كَانَ ثَالِثٌ مِّنَ الْفِعْلِ يُضَمْ
(۱۰۱)

اور ابتدا کر فعل کے ہمزہ وصلی سے ساتھ ضمہ کے، اگر ہو فعل کا تیسرا حرف ضمہ دیا ہوا۔

وَاكْسِرْهُ حَالَ الْكَسْرِ وَالْفَتْحِ وَفِي
الْاَسْمَآءِ غَيْرِ اللَّامِ كَسْرُهَا وَفِي
(۱۰۲)

اور کسرہ دے اس (ہمزہ وصلی) کو (فعل کے تیسرے حرف کے) کسرہ اور فتحہ والا ہونے کی حالت میں (اور عارضی ضمہ کا بھی یہی حکم ہے)، اور ان اسموں میں جو لام کے بغیر ہیں (یعنی جن کے شروع میں الْ نہیں ہے) اس (ہمزہ) کا کسرہ کامل (اور پورا) ہے۔

اِبْنٍ مَّعَ ابْنَتٍ امْرِئٍ وَّاثْنَيْنِ
وَامْرَاَةٍ وَّاسْمٍ مَّعَ اثْنَتَيْنِ
(١٠٣)

(یعنی) اِبْنٍ میں سمیت اِبْنَتٍ (اور) اِمْرِئٍ اور اِثْنَیْنِ اور اِمْرَاَةٍ اور اِسْمٍ سمیت اِثْنَتَیْنِ کے۔

ف: وَفِیْ الْاَسْمَآءِ غَیْرِ اللَّامِ...الخ کا ترجمہ اسطرح بھی کیا جا سکتا ہے: اور ان اسموں میں جو لامِ اَلْ کے بغیر ہیں، نیز اِبْنٍ میں سمیت اِبْنَتٍ وغیرہ کے اس (ہمزہ) کا کسرہ ثابت ہے۔ (دونوں ترجموں کی وضاحت شرح میں درج ہے)

بَابُ كَيْفِيَّةِ الْوَقْفِ

وقف کی کیفیت (اور اسکے طریقہ) کا بیان

وَحَاذِرِ الْوَقْفَ بِكُلِّ الْحَرَكَهْ
اِلَّا اِذَا رُمْتَ فَبَعْضُ الْحَرَكَهْ
(١٠٤)

اور پرہیز کر کامل حرکت کے ساتھ وقف کرنے سے، البتہ جب تو رَوم کرے گا تو (اس وقت) حرکت کا کچھ حصہ ادا کیا جائے گا

اس لیے کہ رَوم کہتے ہی ہیں حرکت کا کچھ حصہ ادا کرنے کو۔

ف: دوسرے مصرعہ کا ترجمہ اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے: مگر جب رَوم کرے تو اس وقت حرکت کا کچھ حصہ ادا کر

اِلَّا بِفَتْحٍ اَوْ بِنَصْبٍ وَّ اَشِمْ
اِشَارَةً بِالضَّمِّ فِيْ رَفْعٍ وَّضَمْ ﴿١٠٥﴾

مگر فتحہ اور نصب میں (یعنی ان دونوں میں رَوم جائز نہیں)، اور اشمام کر ہونٹوں کے ملانے (یعنی گول کرنے) کے ذریعہ (حرکت کی طرف) اشارہ کرنے کی غرض سے (صرفؔ) رفع اور ضمہ میں۔

اَلْخَاتِمَة

وَقَدْ تَّقَضّٰى نَظْمِيَ الْمُقَدِّمَهْ
مِنِّيْ لِقَارِئِ الْقُرَانِ تَقْدِمَهْ ﴿١٠٦﴾

اور تحقیق پورا ہو چکا میرا مقدمہ (رسالہ) کو نظم کرنا۔ یہ میری طرف سے قرآن کے قاری کے لیے ایک تحفہ ہے۔

ف: پہلے مصرعہ کا مختصر ترجمہ اسطرح بھی کیا جا سکتا ہے: ”اور تحقیق پوری

پس زبر میں تو نہ رَوم جائز ہے اور نہ اشمام، اور زیر میں رَوم تو جائز ہے مگر اشمام جائز نہیں۔ نتیجہ یہ کہ پیش میں تو دونوں جائز ہیں اور زبر میں دونوں ناجائز اور زیر میں ایک جائز ہے اور ایک ناجائز۔

ہو چکی میری مقدمہ نامی نظم۔"

اَبْيَاتُهَا قَافٌ وَّزَایٌ فِی الْعَدَدْ
مَنْ يُّحْسِنِ التَّجْوِيْدَ يَظْفَرْ بِالرَّشَدْ

(١٠٧)

اس (مقدمہ) کے اشعار تعداد میں قاف اور زا٭ (یعنی ایک سو سات) ہیں۔ جو شخص تجوید کو عمدہ کر لے گا وہ ہدایت پانے کے ذریعہ کامیاب ہو جائے گا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَهَا خِتَامٌ
ثُمَّ الصَّلٰوةُ بَعْدُ وَالسَّلَامُ

(١٠٨)

اور الحمدللہ (حق تعالیٰ کی تعریف) اس (رسالہ) کا خاتمہ ہے، پھر اس (حمد) کے بعد درود وسلام نازل ہوں۔

عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى مُحَمَّدَا
وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ذَوِی الْهُدٰى

(١٠٩)

چُنے ہوئے نبی (یعنی) محمد (ﷺ) پر اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر۔ جن کی حالت یہ ہے کہ وہ راہِ حق کی ہدایت کرنے والے ہیں۔

٭ بعض نسخوں میں یہ شعر اس طرح ہے:

٭ کیونکہ اَبْجَدْ کے حساب کی رو سے قاف کے سو اور زا کے سات عدد ہیں۔

عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَاٰلِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَتَابِعِىْ مِنْوَالِهٖ

درود و سلام نازل ہوں چُنے ہوئے نبی (ﷺ) پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر اور آپ کے (مبارک) طریقہ کی پیروی کرنے والوں پر۔

※ بعض نسخوں میں اس کا پہلا مصرعہ اس طرح ہے:

عَلَى النَّبِيِّ اَحْمَدٍ وَّاٰلِهٖ

ترجمہ ظاہر ہے

※ اور بعض نسخوں میں اس طرح بھی ہے:

عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى الْمُخْتَارِ
وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْاَطْهَارِ

درود و سلام چُنے ہوئے اور پسند کیے ہوئے نبی (ﷺ) پر بھی نازل ہوں اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) پر بھی جو ظاہر و باطن کی پاکی والے ہیں۔

تمت بالخیر

احقر ابوالاشرف محمد شریف
خادم مدرسہ دارالقرآن ○ ماڈل ٹاؤن لاہور
دوشنبہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ ۱۸ اپریل ۱۹۷۷ء

ناظم رحمہ اللہ کے مختصر حالات

علامہ رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے قدوۃ المجوّدین شیخ القراء والمحدّثین تھے۔ آپ کا لقب: شمس الدین، کنیت: ابو الخیر اور اسم مبارک: محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف ہے۔ اکثر حضرات آپ کو امام جزری یا محقق کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ مسلکاً شافعی ہیں۔ ۲۵ رمضان المبارک ۷۵۱ھ شب شنبہ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ پہلے قرآن مجید حفظ کیا، پھر ابتدائی علوم کی تحصیل کی۔ پھر قراءات سبعہ پڑھیں۔ پھر حج کیا۔ اور ۷۶۹ھ میں مصر گئے۔ جہاں کے شیوخ سے پہلے دس پھر بارہ اور پھر تیرہ قراءتیں پڑھیں۔ پھر دمشق اور قاہرہ اور اسکندریہ وغیرہ کے شیوخ سے حدیث وفقہ وغیرہ کے علوم کی تکمیل کی اور متعدد بار قراءات پڑھیں۔ ۷۸۵ھ تک تمام شیوخ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ صرف قراءات کے شیوخ چالیس کے قریب ہیں، اور اسی زمانہ سے پڑھانا شروع کر دیا۔ پھر شیراز میں بنام "دارالقرآء" ایک مدرسہ قائم کیا۔ جس میں قرآن اور علم قراءات کی تعلیم ہوتی تھی۔ ۸۲۳ھ میں مکہ مکرمہ پہنچے اور دو سال کے قریب حرمین شریفین میں مقیم رہے۔ اسکے بعد شیراز چلے گئے اور تاحیات وہیں رہے۔

۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ جمعہ کے دن بوقت دوپہر بعمر تقریباً ۸۲ سال (۷۰ سال سے زیادہ عرصہ تک قرآن وعلوم شریعہ کی خدمت کر کے) شیراز میں وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○

خواص، امراء و شرفا کا اتنا اژدھام تھا کہ جنازہ تک پہنچنا اور اسکا چھونا ناممکن ہوگیا تھا۔ آپ نے دوسرے علوم وفنون کے علاوہ تجوید وقراءات اور علم اوقاف میں خاص طور پر بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ چنانچہ:۔

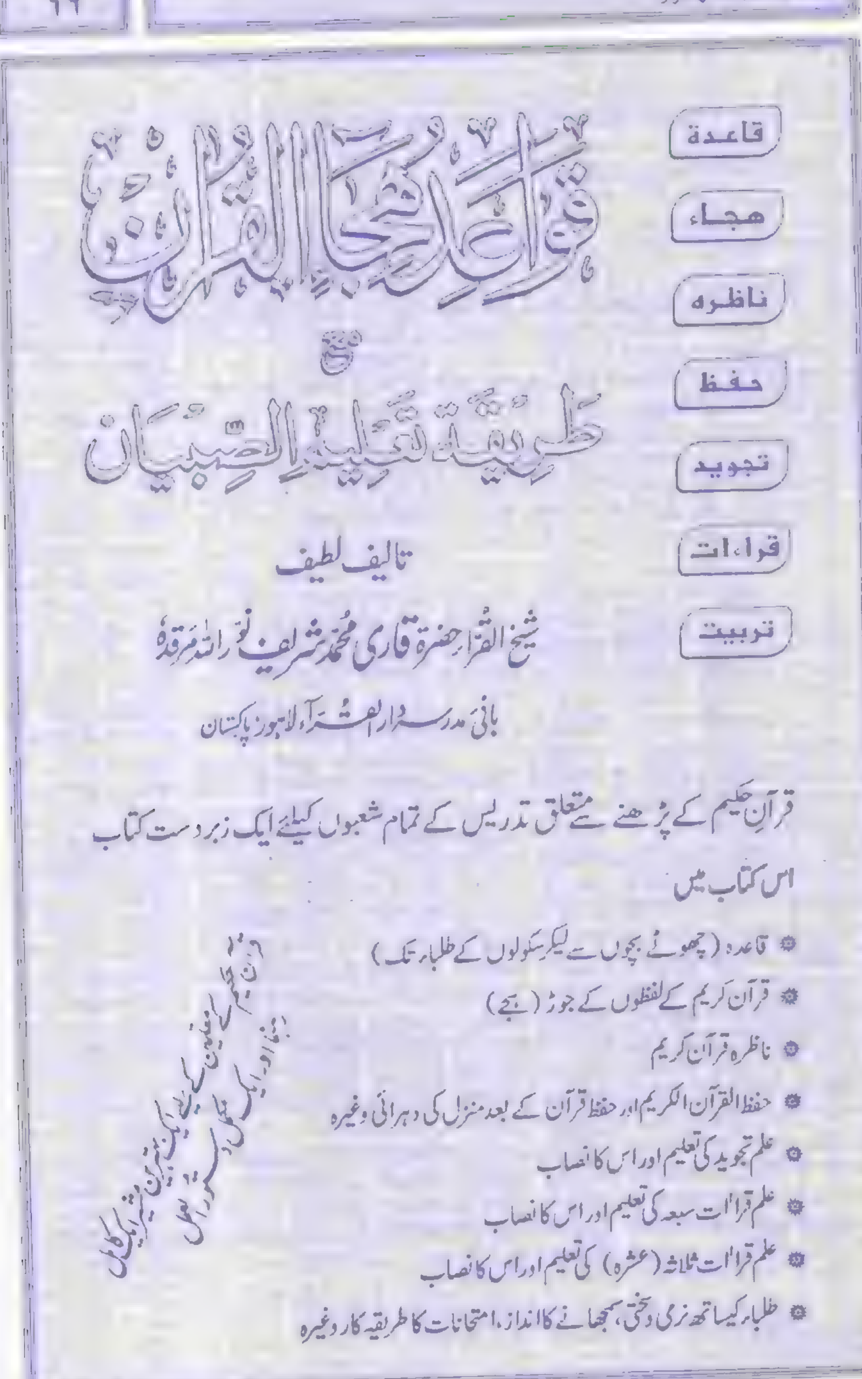
❁ تجوید میں رسالہ اَلْمُقَدِّمَةُ الْجَزَرِيَّةُ اور تَمْهِيد

❁ علم قراءات میں طَيِّبَةُ النَّشْرِ ○ اَلدُّرَّةُ الْمُضِيَّةُ ○ تَقْرِيبُ النَّشْرِ ○ اَلنَّشْرُ فِي الْقِرَاءَاتِ الْعَشْرِ ○ مُنْجِدُ الْمُقْرِئِينَ ○ قِرَاءَات شَاذَّة ○ أُصُولُ قِرَاءَات ○ غَايَتُ الْمُهْرَةِ فِي الزِّيَادَةِ عَلَى الْعَشَرَةِ ○

❁ وقف میں اَلْاِهْتِدَآءُ فِي الْوَقْفِ وَالْاِبْتِدَآءِ آپ کی باقیات الصالحات میں سے ہیں۔

❁ ان کے علاوہ ادعیہ ماثورہ کی سب سے بڑی کتاب حِصْنُ حَصِيْنٌ اور نحو میں اَلْجَوْهَرَةُ بھی آپ ہی کی تالیف ہیں۔

علم قراءات میں آپ کی تصانیف بعد میں آنے والوں کیلئے معیارِ تحقیق قرار پائیں۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے فن آپ کو محقق کے نام سے یاد کرتے ہیں، اور واقعہ یہی ہے کہ مسائل کی ایسی چھان بین کی ہے کہ اس سے زیادہ ناممکن ہے۔ طَيِّبَةُ النَّشْرِ اور اَلنَّشْرُ فِي الْقِرَاءَاتِ الْعَشْرِ کے دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ناظم رحمہ اللہ کو قرآن اور اس کی قراءات کے ساتھ انتہائی شغف تھا اور حق تعالیٰ شانہٗ نے آپ کو اپنے کلام کی خدمت ہی کیلئے پیدا فرمایا تھا۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً　(ملخصًا از شرح سبعة)



مکتبۃ القراءۃ لاہور
٦٦
قاعدۃ
ھجاء
ناظرہ
حفظ
تجوید
قراءات
تربیت
قواعد ہجاء القرآن
مع
طریقۃ تعلیم الصبیان
تالیف لطیف
شیخ القراء حضرۃ قاری محمد شریف نور اللہ مرقدہ
بانی مدرسہ دار القراء لاہور پاکستان
قرآنِ حکیم کے پڑھنے سے متعلق تدریس کے تمام شعبوں کیلئے ایک زبردست کتاب
اس کتاب میں
قاعدہ (چھوٹے بچوں سے لیکر سکولوں کے طلباء تک)
قرآن کریم کے لفظوں کے جوڑ (ہجے)
ناظرہ قرآن کریم
حفظ القرآن الکریم اور حفظ قرآن کے بعد منزل کی دہرائی وغیرہ
علم تجوید کی تعلیم اور اس کا نصاب
علم قراءات سبعہ کی تعلیم اور اس کا نصاب
علم قراءات ثلاثہ (عشرہ) کی تعلیم اور اس کا نصاب
طلباء کیساتھ نرمی و سختی، سمجھانے کا انداز، امتحانات کا طریقہ کار وغیرہ


١٧
تحفة الاطفال
تحفة الاطفال
لِلعلامة الشيخ سليمان بن حسين بن محمد الجمزوري
ترجمہ
شیخ القراء حضرۃ قاری محمد شریف نور اللہ مرقدہ
بانی مدرسہ دار القراءۃ لاہور پاکستان
مکتبہ القراء ۔ لاہور

دیباچہ

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا۔ امابعد اگرچہ تُحْفَةُ الْأَطْفَال جزریہ کی طرح فن کا کوئی مکمل رسالہ تو نہیں، اس لیے کہ جزریہ تو فن کے تقریباً جملہ مسائل پر حاوی ہے اور اس میں صرف نون ساکن وتنوین، میم ساکن، نون و میم مشدد تین لامِ تعریف، ادغام اور مدود بس یہی چھ مباحث درج ہیں۔ لیکن قرائین سے پتہ چلتا ہے کہ مصر وغیرہ میں یہ نظم بھی جزریہ کی طرح ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ چنانچہ مصر سے قراءات کے جو متونِ سبعہ و متونِ عشرہ شائع ہو رہے ہیں، ان میں شاطبیہ،

اور نہ صرف مصر میں بلکہ ہندوستان کے بھی بعض مدارس میں یہ داخل نصاب تھی اور ممکن ہے کہ اب بھی ہو۔ چنانچہ عربی کے علاوہ میری معلومات کی حد تک اس کی تین شروح اردو میں بھی طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے دو ہندوستان میں لکھی گئی ہیں اور ایک پاکستان میں حضرت مولانا حافظ قاری فتح محمد صاحب پانی پتی ثم المدنی مدظلہ شارح شاطبیہ، درۃ اور رائیہ وغیرہ نے تحریر فرمائی ہے۔ جس کا نام "مفتاح الکمال" ہے۔ افسوس ہے کہ ناظم رحمہ اللہ کے حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ دو چار سطروں میں مفتاح الکمال کے مصنف علام مدظلہ نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ کا اسم گرامی سلیمان ہے اور والد کا نام حسین بن محمد بن شلبی ہے اور عرف آفندی۔ مذہب کی رو سے شافعی اور طریق کے اعتبار سے شاذلی ہیں۔ اور شہر ملند تاشی کے رہنے والے ہیں۔ پھر ان کے صاحبزادہ سلیمان نے (جو نظم کے مصنف ہیں) جمزور کی سکونت اختیار کر لی تھی جو عبدالوہاب شعرانی کے قول پر منوفیہ کی ولایت کا ایک مشہور شہر ہے۔ نیز ان کی تحقیق یہ ہے کہ خود حسین بن محمد کا بھی یہی وطن ہے۔

درة، رائیہ اور جزریہ وغیرہ کے ساتھ تحفۃ الاطفال بھی شامل ہوتی ہے۔ اس لیے جی میں آیا کہ اگر جزریہ کے ساتھ تحفۃ الاطفال کا متن اور اسکا ترجمہ بھی شائع ہو جائے تو کتابچہ نورٌ علیٰ نور کا مصداق بن جائے۔ اگرچہ مسائل تو اس میں وہی چھ بیان کیے گئے ہیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے لیکن عبارت بڑی دل آویز، شستہ اور سلیس ہے اور ایک ایک چیز کو پوری تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے۔ خصوصاً مدوں کی بحث کو تو بہت ہی تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور یہ بحث جزریہ میں جتنی مختصر ہے تحفۃ الاطفال میں اتنی ہی مفصل۔ اس سب کے علاوہ بعض اشعار بڑے دلچسپ اور نصیحت آموز بھی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ناظم علام رحمہ اللہ کے ولی اور خدا رسیدہ بزرگ تھے اور آخری شعر تو آپ کی ذہانت کا خاص طور پر آئینہ دار ہے۔ جس میں آپ نے اشعار کی تعداد اور کتاب کی تاریخ کو بڑے نفیس اور لطیف پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔ اس لیے اگر طلبار ہمت کر کے صرف اکسٹھ اشعار کی یہ مختصر سی نظم بھی یاد کر لیں گے تو علم میں ایک قیمتی اضافے کے علاوہ اذہان وطبائع میں انشراح بھی پیدا ہوگا اور وہ ان اشعار کو مزے لے لے کر پڑھیں گے۔

(مترجم)



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تعارف، حمد وصلوٰۃ، رسالہ کا نام اور مضامین کی فہرست

يَقُـوۡلُ رَاجِىۡ رَحۡمَـةِ الۡغَفُـوۡرِ
دَوۡمًـا سُلَيۡمَـانُ هُـوَ الۡجَمۡزُوۡرِىۡ ①

کہتا ہے ہمیشہ (اور ہر دم) بہت بخشنے والے (پروردگار) کی رحمت کا امید وار سلیمان جو جمزور کا رہنے والا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰـهِ مُصَلِّيًا عَـلٰى
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِـهٖ وَمَـنۡ تَـلَا ②

تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ اس حال میں کہ درود بھیجنے والا ہے وہ (راجی) محمد (ﷺ) پر اور آپ کی آل پر اور ان پر جنہوں نے (آپ کی) پیروی کی۔

رحمت کی دعا کرنے والا۔

وَبَعْدُ هٰذَا النَّظْمُ لِلْمُرِيْدِ
فِي النُّوْنِ وَالتَّنْوِيْنِ وَالْمُدُوْدِ ۳

اور حمد وصلوٰۃ کے بعد یہ نظم (علم تجوید کا) ارادہ کرنے والے (اور اسکے طالب) کیلئے ہے (اور یہ) نون (ساکن) اور تنوین اور مدوں (کے احکام) میں (ہے)۔

سَمَّيْتُهٗ بِتُحْفَةِ الْاَطْفَالِ
عَنْ شَيْخِنَا الْمِيْهِيِّ ذِي الْكَمَالِ ۴

میں نے اس (نظم) کا نام تحفۃ الاطفال[۱] رکھا ہے۔ حالانکہ یہ ہمارے شیخ (نور الدین علی بن عمر) سے منقول ہے۔ (یا حالانکہ میں اسکو اپنے شیخ سے نقل کرنے والا ہوں) جو میہ[۲] کے رہنے والے اور (بڑے) باکمال ہیں۔

اَرْجُوْ بِهٖ اَنْ يَّنْفَعَ الطُّلَّابَا
وَالْاَجْرَ وَالْقَبُوْلَ وَالثَّوَابَا ۵

میں (حق تعالیٰ سے) امید رکھتا ہوں کہ وہ اس (نظم) سے طلباء کو نفع دیں گے، نیز اجر وثواب دینے اور قبول کر لینے کی بھی (امید رکھتا ہوں)۔

[۱] کمسن بچوں کیلئے رغبت کی چیز۔
[۲] ولایتِ منوفیہ کے ایک شہر کا نام ہے۔

اَحکَامُ النُّونِ السَّاکِنَۃِ وَالتَّنوِینِ

نون ساکن اور تنوین کے احکام

لِلنُّونِ اِنْ تَسْکُنْ وَّلِلتَّنوِینِ
اَرْبَعُ اَحکَامٍ فَخُذْ تَبیِینِی (۶)

نون کے لیے اگر وہ ساکن ہو اور (ایسے ہی) تنوین کے لیے (بھی) چار احکام ہیں۔ پس تو میرے (آئندہ دس شعروں میں آنے والے) بیان کو لے لے (اور حاصل کر لے)۔

فَالْاَوَّلُ الْاِظْهَارُ قَبْلَ الْاَحْرُفِ
لِلْحَلْقِ سِتٌّ رُّتِّبَتْ فَلْتَعْرِفِ (۷)

پس (ان چار میں سے) پہلا (حکم دونوں نونوں کا) اظہار سے پڑھنا ہے، ان حرفوں سے پہلے جو حلق کے لیے (مقرر) ہیں (اور) وہ چھ ہیں۔ جو (بلحاظ مخارج) ترتیب وار بیان کیے گئے ہیں۔ پس وہ (آئندہ شعر سے) معلوم کر لیے جائیں۔

هَمزٌ فَهَاۤءٌ ثُمَّ عَیْنٌ حَاۤءٌ
مُهمَلَتَانِ ثُمَّ غَیْنٌ خَاۤءٌ

۸

وہ (چھ حروف) ہمزہ اور ھاء، پھر وہ عین اور حاء ہیں جو نقطہ سے خالی رکھے گئے ہیں، پھر غین اور خاء ہیں۔

وَالثَّانِ اِدْغَامٌ بِسِتَّةٍ اَتَتْ
فِیْ یَرْمَلُوْنَ عِنْدَهُمْ قَدْ ثَبَتَتْ

۹

اور دوسرا (حکم) ادغام ہے۔ جو ان چھ (حرفوں) میں ہوتا ہے جو یَرْمَلُوْنَ (کے مجموعہ) میں آئے ہیں۔ (ان حرفوں کے لیے) یہ (مجموعہ) ان (قراء) کے نزدیک ثابت (اور مشہور) ہوگیا ہے۔

لٰکِنَّهَا قِسْمَانِ قِسْمٌ یُّدْغَمَا
فِیْهِ بِغُنَّةٍ بِیَنْمُوْ عُلِمَا

۱۰

مگر ان (چھ حرفوں) کی دو قسمیں ہیں:۔ ایک قسم وہ ہے جس میں یہ دونوں (نون) غنہ کے ساتھ مدغم ہوتے ہیں۔ وہ (غنہ والی قسم ان چھ میں سے) یَنْمُوْ (کے چار حرفوں) میں جانی گئی ہے۔

إِلَّا إِذَا كَانَ بِكِلْمَةٍ فَلَا
تُدْغِمْ كَدُنْيَا ثُمَّ صِنْوَانٍ تَلَا

۱۱

لیکن جب وہ (نون ساکن واؤ اور یار[1] کے ساتھ[2]) ایک (اسی) کلمہ میں ہو تو (اس وقت) ادغام نہ کر (اور ایک کلمہ میں جمع ہونے کی مثال) دُنْیَا پھر صِنْوَانٌ کی طرح (ہے)۔ اس (صِنْوَانٌ) نے (قاعدہ کی مثال ہونے میں دُنْیَا کی) پیروی کی ہے۔

وَالثَّانِ إِدْغَامٌ بِغَيْرِ غُنَّهْ
فِي اللَّامِ وَالرَّا ثُمَّ كَرِّرَنَّهْ

۱۲

اور دوسری قسم ادغام بلا غنہ ہے (اور یہ) لام اور رار میں (ہوتا ہے)۔ پھر تو اس (رار) کو مکرر بھی ضرور ادا کر (یعنی اس میں مشابہتِ تکرار کی صفت بھی ضرور ادا کر)

❁ (یا) تو اس کو (یعنی لام ورار دونوں میں سے ہر ایک کو) دوہرا (یعنی مشدد) ادا کر۔

[1] ایک نسخہ میں كَانَ کی بجائے كَانَا تثنیہ کے صیغے سے ہے۔ اس صورت میں ضمیر کا مرجع نون ساکن اور ادغام والا حرف (یعنی دونوں ہوں گے)، اور مطلب یہ ہوگا کہ "جب نون ساکن اور ادغام والا حرف دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں تو ... الخ"۔ اور حاصل ان دونوں کا ایک ہی ہے۔ اور نون ساکن کی تخصیص اس لیے ہے کہ تنوین کلمہ کے درمیان آتی ہی نہیں، لہٰذا اس کا مدغم فیہ ہمیشہ دوسرے کلمہ میں ہی ہوتا ہے۔

[2] واؤ اور یار کی تخصیص اس لیے ہے کہ میم اسی کلمہ میں آیا ہی نہیں، رہا نون سو اس میں ادغام اس صورت میں بھی ہوتا ہے جیسے وَلَا تَفْتِنِّيْ۔

وَالثَّالِثُ الْاِقْلَابُ عِنْدَ الْبَآءِ
مِیْمًا م بِغُنَّـةٍ مَّعَ الْاِخْفَآءِ
۱۳

اور تیسرا (حکم دونوں نونوں کا) غنہ کی رعایت کے ساتھ میم سے بدل دینا ہے نزدیک باء کے اخفاء سمیت۔

وَالرَّابِعُ الْاِخْفَآءُ عِنْدَ الْفَاضِلِ
مِنَ الْحُرُوْفِ وَاجِبٌ لِّلْفَاضِلِ
۱۴

اور چوتھا (حکم دونوں نونوں کا) باقی ماندہ (پندرہ) حرفوں کے پاس اخفاء سے پڑھنا ہے اور یہ (اخفاء) فضیلت والے (قاری) کیلئے واجب ہے۔

فِیْ خَمْسَةٍ مِّنْ م بَعْدِ عَشْرٍ رَّمْزُهَا
فِیْ كِلْمِ هٰذَا الْبَیْتِ قَدْ ضَمَّنْتُهَا
۱۵

(اخفاء کے) ان (حرفوں) کا اشارہ ان پانچ (حرفوں) میں ہے جو دس کے بعد ہیں (یعنی پندرہ میں)۔ میں نے ان (حرفوں) کو اس (ابھی آگے آنے والے) شعر کے کلمات میں جمع کر دیا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ آئندہ شعر کے پندرہ کلمات میں

پس پہلا فَاضِلِ فُضْلَةٌ سے ہے جو بچی ہوئی چیز کے معنیٰ میں ہے اور دوسرا فَضْلٌ سے ہے جس کے معنیٰ فوقیت اور برتری لے جانے کے ہیں۔

سے ہر کلمہ کا پہلا حرف اخفاء کا حرف ہے)۔

صِفْ ذَا ثَنَا كَمْ جَادَ شَخْصٌ قَدْ سَمَا
دُمْ طَيِّبًا زِدْ فِي تُقًى ضَعْ ظَالِمَا (١٦)

پس اس شعر کے پندرہ کلمات کے شروع شروع کے حروف یعنی ص ذ ث ك ج ش ق س د ط ز ف ت ض اور ظ اخفاء کے حروف ہیں، اور اسی بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے یہ حروف ان کلمات کے ساتھ الگ الگ بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ اس شعر کا یہ ہے: ”تو تعریف والے (انسان) کی خوبیاں بیان کر۔ اس شخص نے بہت سخاوت کی ہے جو بلند ہو گیا ہے۔ تو ہمیشہ خوشدل رہ (اور) پرہیز گاری میں بڑھتا چلا جا اور ظالم سے درگزر کر۔“

اور حروفِ تہجی کے لحاظ سے ان کی ترتیب اس طرح ہے: ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق اور ك

حُكْمُ الْمِيمِ وَالنُّونِ الْمُشَدَّدَتَيْنِ

تشدید والے میم اور نون کا حکم

وَغُنَّ مِيمًا ثُمَّ نُونًا شُدِّدَا
وَسَمِّ كُلًّا حَرْفَ غُنَّةٍ بَدَا

(۱۷)

اور تو اس میم اور نون کو (ایک الفی) غنہ سے پڑھ جو تشدید دیئے گئے ہوں اور (اس صورت میں ان دونوں میں سے) ہر ایک کا نام حرفِ غنہ رکھ دے۔ (ان کا) یہ (نام) ظاہر (اور مشہور) ہو گیا ہے۔

اَحْكَامُ الْمِيمِ السَّاكِنَةِ

میم ساکن کے احکام

وَالْمِيمُ اِنْ تَسْكُنْ تَجِىْ قَبْلَ الْهِجَا
لَا اَلِفٍ لَّيِّنَةٍ لِّذِى الْحِجَا ۱۸

اور میم اگر ساکن ہو تو ہجار (کے تمام حرفوں) سے پہلے آتا ہے، نہ کہ نرمی والے الف سے پہلے بھی۔ (اور یہ بات) کامل عقل والے کے لیے (ظاہر ہے)۔

اَحْكَامُهَا ثَلَاثَةٌ لِّمَنْ ضَبَطْ
اِخْفَاءٌ اِدْغَامٌ وَّاِظْهَارٌ فَقَطْ ۱۹

اس (میم ساکن) کے احکام تین ہیں۔ اس (شخص) کیلئے جو (ان کو) محفوظ (اور یاد) کرلے اور وہ اخفاء، ادغام اور اظہار ہیں فقط۔

یعنی عقل مند یہ سمجھ سکتا ہے کہ الف سے پہلے میم ساکن آ ہی نہیں سکتا۔

فَالْاَوَّلُ الْاِخْفَآءُ عِنْدَ الْبَآءِ
وَسَمِّهِ الشَّفْوِیَّ لِلْقُرَّآءِ

(۲۰)

پس پہلا (حکم اس کا) اخفاء سے پڑھنا ہے باء کے پاس۔ اور تو قراء کے لیے اس (اخفاء) کا نام (اخفائے) شفوی رکھ دے۔

وَالثَّانِ اِدْغَامٌ بِمِثْلِهَا اَتٰی
وَسَمِّ اِدْغَامًا صَغِیْرًا یَّا فَتٰی

(۲۱)

اور دوسرا (حکم) ادغام ہے جو اس کے مثل (یعنی اس جیسے دوسرے میم) میں آیا ہے اور اے جوان تو اس (ادغام) کا نام ادغامِ صغیر رکھ دے۔

وَالثَّالِثُ الْاِظْهَارُ فِی الْبَقِیَّهْ
مِنْ اَحْرُفٍ وَّسَمِّهَا شَفْوِیَّهْ

(۲۲)

اور تیسرا (حکم) اظہار سے پڑھنا ہے باقی (چھبیس[۲۶]) حرفوں سے پہلے اور تو اس (اظہار) کا نام (اظہارِ) شفوی رکھ دے۔

پس فِی یہاں مجازاً قَبْلَ کے معنیٰ میں ہے۔ اس لیے کہ اظہار حروف کے اندر نہیں ہوتا بلکہ اس سے پہلے ہوتا ہے۔ فَافْہَمْ

وَاحْذَرْ لَدَا وَاوٍ وَّ فَا اَنْ تَخْتَفِي
لِقُرْبِهَا وَالِاتِّحَادِ فَاعْرِفِ (۲۳)

اور تو واؤ اور فاء کے پاس اس (میم) کے اخفاء والا ہو جانے سے بچ بوجہ اس کے (فاء سے مخرج میں) قریب اور (واؤ سے) متحد ہونے کے اور تو (اس تنبیہ کی وجہ کو) سمجھ لے۔

حُكْمُ لَامِ اَلْ وَلَامِ الْفِعْلِ

لامِ تعریف اور لامِ فعل کا حکم

لِلَامِ اَلْ حَالَانِ قَبْلَ الْاَحْرُفِ
اُوْلَاهُمَا اِظْهَارُهَا فَلْيُعْرَفِ (۲۴)

(ہجاء کے) حرفوں سے پہلے لامِ اَلْ (اَلْ تعریفی) کے دو حال (یعنی دو حکم) ہیں ان دونوں میں کا پہلا (حکم) اس کو اظہار سے پڑھنا ہے۔ پس چاہیئے کہ وہ (اظہار کا موقع) معلوم کر لیا جائے۔

قَبۡلَ اَرۡبَعٍ مَّعۡ عَشۡرَۃٍ خُذۡ عِلۡمَہٗ
مِنَ ابۡغِ حَجَّكَ وَخَفۡ عَقِيۡمَہٗ

۲۵

ان چار (حرفوں) سے پہلے جو دس سمیت ہیں تو اس (اظہار) کے علم (اور پتہ) کو اِبۡغِ حَجَّكَ وَخَفۡ عَقِيۡمَہٗ (کے چودہ حرفوں) سے لے لے (اور حاصل کر لے۔ یعنی ان چودہ حرفوں سے پہلے لامِ تعریف کا اظہار ہوتا ہے جو اس مجموعہ میں جمع ہیں)۔

اور معنیٰ اس مجموعہ کے یہ ہیں: تو اپنے حج کی خوبی کو طلب کر اور اس کے بانجھ (یعنی نامقبول) ہو جانے سے ڈر۔

ثَانِيۡهِمَا اِدۡغَامُهَا فِيۡ اَرۡبَعِ
وَعَشۡرَۃٍ اَيۡضًا وَّ رَمۡزَهَا فَعِ

۲۶

ان دونوں میں کا دوسرا (حکم) اس کا ادغام کر دینا ہے۔ چار اور دس (یعنی چودہ) ہی (حرفوں) میں۔ پس تو ان (حرفوں) کے اشارہ کو (آئندہ شعر کے چودہ کلمات کے شروع شروع والے حرفوں سے لے کر) محفوظ (اور یاد) کر لے۔

طِبْ ثُمَّ صِلْ رَحِمًا تَفُزْ ضِفْ ذَا نِعَمْ
دَعْ سُوْءَ ظَنٍّ زُرْ شَرِيفًا لِّلْكَرَمْ
(۲۷)

پس اس شعر کے چودہ کلمات کے ابتدائی حرفوں یعنی ط ث ص ر ت ض ذ ن د س ظ ز ش اور لؔ میں ادغام ہوتا ہے۔

اور ترجمہ شعر کا یہ ہے: تو خوش رہ اور صلۂ رحمی کر کامیاب ہو جائے گا اور تو نعمتوں والے (حق تعالیٰ) کا مہمان بن۔ بدگمانی کو ترک کر دے اور بزرگی حاصل کرنے کے لیے شریف (انسان) کی زیارت کر۔

وَاللَّامُ الْأُولٰى سَمِّهَا قَمْرِيَّهْ
وَاللَّامُ الْأُخْرٰى سَمِّهَا شَمْسِيَّهْ
(۲۸)

اور پہلا لام جو ہے (یعنی جس کا اظہار ہوتا ہے) تو اسکا نام قمریہ رکھ دے اور دوسرا لام جو ہے (یعنی جسکا ادغام ہوتا ہے) تو اسکا نام شمسیہ رکھ دے۔

وَاَظْهِرَنَّ لَامَ فِعْلٍ مُّطْلَقَا
فِيْ نَحْوِ قُلْ نَعَمْ وَقُلْنَا وَالْتَقٰى
(۲۹)

حروفِ تہجی کے لحاظ سے ان کی ترتیب اس طرح ہے:۔ ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن

اور تو فعل کے لام کو مطلقاً (ہر حال میں[1]) اظہار ہی سے پڑھ قُلْ نَعَمْ اور قُلْنَا اور اِلْتَقٰی جیسی مثالوں میں۔

فِی الْمِثْلَیْنِ وَالْمُتَقَارِبَیْنِ وَالْمُتَجَانِسَیْنِ

مثلین، متقاربین اور متجانسین (کی تعریفات اور ان کے ادغام کے بیان) میں

اِنْ فِی الصِّفَاتِ وَالْمَخَارِجِ اتَّفَقْ
حَرْفَانِ فَالْمِثْلَانِ فِیْهِمَا اَحَقْ

۳۰

اگر دو حرف مخرج اور (تمام[2]) صفات میں متحد (شریک) ہوں تو ان کے بارہ میں مثلین (کا نام) لائق تر ہے (یعنی ایسے دو حرفوں کو مثلین کہتے ہیں)

[1] یعنی لام فعل کے بعد خواہ اظہار کا حرف ہو خواہ ادغام کا، یہ بہرحال اظہار ہی سے پڑھا جاتا ہے۔ البتہ اگر اس کے بعد لام یا راء میں سے کوئی ہو تو ان دو صورتوں میں یہ بھی ادغام سے ہی پڑھا جاتا ہے۔ جیسے قُلْ رَّبِّ اور قُلْ لَّكُمْ وغیرہ۔

[2] کیونکہ بعض صفات میں تو متجانسین بلکہ متقاربین بھی شریک ہوتے ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

وَاِنْ یَّکُوْنَا مَخْرَجًا تَقَارُبَا
وَفِی الصِّفَاتِ اخْتَلَفَا یُلَقَّبَا

۳۱

اور اگر وہ دونوں (حرف) مخرج کی رو سے قریب قریب اور (بعض) صفات میں مختلف (الگ الگ) ہوں تو متقاربین لقب[1] دیئے جاتے ہیں۔ (یعنی متقاربین کہلاتے ہیں)۔

ف: اگلے شعر کے لفظ مُتَقَارِبَیْنِ کا ترجمہ بھی اسی میں آ گیا ہے۔

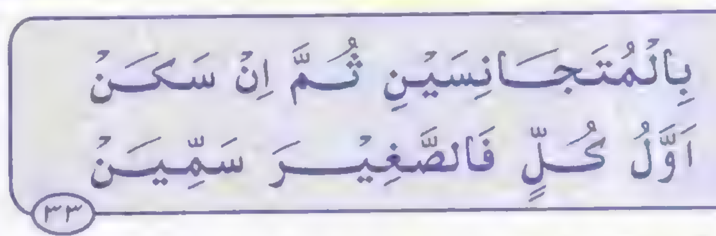
مُتَقَارِبَیْنِ اَوْ یَکُوْنَا اتَّفَقَا
فِیْ مَخْرَجٍ دُوْنَ الصِّفَاتِ حُقِّقَا

۳۲

اور (اگر) وہ دونوں صفات[2] کے بغیر (صرف) مخرج میں متفق ہوں تو متجانسین کے ساتھ ثابت کیے جاتے ہیں۔ (یعنی ایسے دو حرف لازماً متجانسین ہی نام دیئے جاتے ہیں)۔

[1] یہ متقاربین کی ایک صورت ہے جس کی مثال قاف اور کاف ہوسکتی ہے اور اسکے علاوہ اس کی دو صورتیں اور بھی ہیں:۔ (۱) مخرج کے لحاظ سے مختلف اور صفات کے لحاظ سے متحد ہوں جیسے نون و میم۔ (۲) مخرج اور صفات دونوں کے لحاظ سے قریب قریب ہوں جیسے لام اور راء۔

[2] یہاں بھی صفات کے بغیر سے مراد تمام صفات کے بغیر ہے اور وجہ وہی ہے جو اوپر شعر نمبر ۳۰ کے حاشیہ میں بیان ہو چکی ہے۔ فافہم


بِالْمُتَجَانِسَيْنِ ثُمَّ اِنْ سَكَنْ
اَوَّلُ كُلٍّ فَالصَّغِيْرَ سَمِّيَنْ
٣٣

پھر اگر (ان تینوں قسموں میں سے) ہر ایک کا پہلا (حرف) ساکن ہو تو تو اس (کے ادغام) کا نام (ادغامِ) صغیر رکھ دے۔

اَوْ حُرِّكَ الْحَرْفَانِ فِىْ كُلٍّ فَقُلْ
كُلٌّ كَبِيْرٌ وَّافْهَمَنْهُ بِالْمُثُلْ
٣٤

اور اگر وہ دو حرف (مدغم و مدغم فیہ ان تینوں قسموں میں سے) ہر ایک میں حرکت دیئے گئے ہوں، تو تو کہہ دے کہ (ان میں سے) ہر ایک کا ادغام (ادغامِ) کبیر ہے اور تو اس پورے بیان کو مثالوں[1] کے ذریعہ بھی سمجھ لے۔

[1] یہ پوری بحث مع امثلہ کے کتاب معلم التجوید میں درج ہے۔

اَقْسَامُ الْمَدِّ

مد کی قسمیں

وَالْمَدُّ اَصْلِیٌّ وَّفَرْعِیٌّ لَّهٗ
وَسَمِّ اَوَّلاً طَبِیْعِیًّا وَّ هُوَ (۳۵)

اور مداصلی ہے اور اس (اصلی) کے لیے (مد) فرعی بھی ہے اور تو پہلے (یعنی مد اصلی) کا نام طبیعی بھی رکھ دے، اور وہ (طبیعی)

مَا لَا تَوَقُّفُ لَهٗ عَلٰی سَبَبْ
وَلَا بِدُوْنِهِ الْحُرُوْفُ تُجْتَلَبْ (۳٦)

وہ ہے جس کے لیے سبب پر موقوف ہونا نہ ہو (یعنی جو سبب پر موقوف نہ ہو) اور نہ اس کے بغیر (مد کے) حروف پائے جاتے ہوں (یعنی وجود میں آتے ہوں)

بَلْ اَیُّ حَرْفٍ غَیْرَ هَمْزٍ اَوْ سُكُوْنْ
جَا بَعْدَ مَدٍّ فَالطَّبِیْعِیُّ یَكُوْنْ
(۳۷)

بلکہ حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا سکون (حرفِ ساکن) کے علاوہ جونسا حرف بھی آئے تو وہ (مد ہی مدّ) طبیعی ہوتا ہے۔

وَالْاٰخَرُ الْفَرْعِیُّ مَوْقُوْفٌ عَلٰی
سَبَبْ كَهَمْزٍ اَوْ سُكُوْنٍ مُّسْجَلَا
(۳۸)

اور دوسرا (مد) جو فرعی ہے وہ سبب (یعنی) ہمزہ یا سکون پر (یا ہمزہ[1] اور سکون جیسے سبب پر) موقوف ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ (سبب) مطلق (اور عام[2] کیا ہوا) ہے۔

حُرُوْفُهٗ ثَلَاثَةٌ فَعِیْهَا
مِنْ لَّفْظِ وَایٍ وَّهْیَ فِیْ نُوْحِیْهَا
(۳۹)

اس (مد) کے حروف تین ہیں۔ پس تو انہیں "وَایٍ" کے لفظ سے (لے کر)

[1] پہلے ترجمہ پر "كَهَمْزٍ" کا کاف زائدہ ہے اور "هَمْزٍ اَوْسُكُوْنٍ" مجموعہ معطوفین سبب سے بدل ہے اور دوسرے ترجمہ پر تشبیہ کیلئے ہے جس سے اسطرف اشارہ کیا ہے کہ ان دو کے علاوہ مد کے سبب اور بھی ہیں اور وہ بھی دو ہی ہیں:۔ [۱] نفی میں مبالغہ [۲] اسم الجلالہ کی تعظیم لیکن یہ دونوں معنوی سبب ہیں، لفظی بس یہی دو ہیں جنکا ذکر مصنف نے صراحتاً فرمایا ہے یعنی ہمزہ اور سکون۔

[2] سبب کے عام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمزہ خواہ متصل ہو خواہ منفصل ایسے ہی سکون خواہ لازمی ہو خواہ عارضی۔

محفوظ کرلے اور وہ (تینوں) "نُوْحِيْهَا" میں جمع ہیں۔

وَالْكَسْرُ قَبْلَ الْيَا وَقَبْلَ الْوَاوِ ضَمّ
شَرْطٌ وَّفَتْحٌ قَبْلَ اَلِفٍ يُّلْتَزَمْ ﴿۴۰﴾

اور یا (ئے ساکنہ) سے پہلے کسرہ کا اور واؤ (ساکنہ) سے پہلے ضمہ کا ہونا (ان دونوں کے مدّہ ہونے کے لیے) شرط ہے اور الف سے پہلے فتحہ لازم کیا جاتا ہے (یعنی اس سے پہلے ہمیشہ فتحہ ہی ہوتا ہے)۔

وَاللِّيْنُ مِنْهَا الْيَا وَ وَاوٌ سَكَنَا
اِنِ انْفِتَاحٌ قَبْلَ كُلٍّ اُعْلِنَا ﴿۴۱﴾

اور لین (کے حروف) ان (تین) میں سے وہ واؤ اور یاء ہیں جو ساکن ہوں اگر (ان دونوں میں سے) ہر ایک سے پہلے فتحہ ظاہر کیا جائے (یعنی پایا جائے)۔

اَحۡکَامُ الۡمَدِّ

مد کے احکام

لِلۡمَدِّ اَحۡکَامٌ ثَلَاثَۃٌ تَدُوۡمُ
وَهِيَ الۡوُجُوۡبُ وَالۡجَوَازُ وَاللُّزُوۡمُ

(۴۲)

مد (فرعی) کیلئے ایسے تین احکام ہیں جو ہمیشہ رہتے ہیں، اور وہ وجوب (واجب ہونا) اور جواز (جائز ہونا) اور لزوم (لازم ہونا) ہیں۔

فَوَاجِبٌ اِنۡ جَآءَ هَمۡزٌ بَعۡدَ مَدۡ
فِيۡ کِلۡمَةٍ وَّ ذَا بِمُتَّصِلٍ يُعَدۡ

(۴۳)

پس (مد) واجب ہے اگر (حرفِ) مد کے بعد ہمزہ ایک ہی (یعنی اسی) کلمہ میں آئے، اور یہ (مدِ مدّ) متصل شمار کیا جاتا ہے (یعنی اس کو مدّ متصل کہتے ہیں)۔

یعنی مد فرعی جس جگہ بھی ہوتا ہے وہاں ان تین باتوں میں سے ایک نہ ایک ضرور ہوتی ہے۔ پس وجوب جواز اور لزوم یہ تو احکام ہیں اور واجب، جائز اور لازم اقسام۔

وَجَائِزٌ مَدٌّ وَّقَصْرٌ اِنْ فُصِلْ
كُلٌّ بِكِلْمَةٍ وَّ هٰذَا الْمُنْفَصِلْ
(۴۴)

اور جائز ہے مد بھی اور قصر بھی، اگر جدا کر دیا جائے (مدّہ اور ہمزہ دونوں میں سے) ہر ایک ایک (علیحدہ) کلمہ میں، اور یہ (مدِ مدّ) منفصل ہے۔

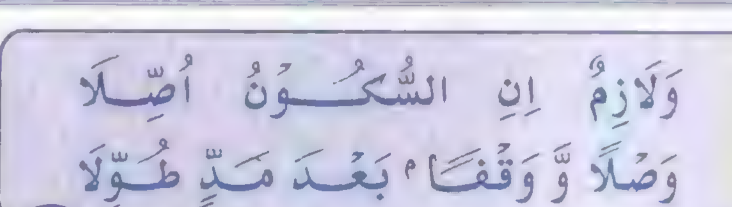
وَمِثْلُ ذَا اِنْ عَرَضَ السُّكُوْنْ
وَقْفًا كَتَعْلَمُوْنَ نَسْتَعِيْنْ
(۴۵)

اور اسی (مدِ منفصل ہی) کی مانند ہے اگر عارض ہو جائے سکون وقف کی وجہ سے[1] جیسے تَعْلَمُوْنَ۝ اور نَسْتَعِيْنُ۝ (اور جیسے مِنْ خَوْفٍ۝ اور وَالصَّيْفِ۝)۔

اَوْ قُدِّمَ الْهَمْزُ عَلَى الْمَدِّ وَذَا
بَدَلْ كَاٰمَنُوْا وَاِيْمَانًا خُذَا
(۴۶)

یا مقدم کیا گیا ہو ہمزہ مدّہ پر جیسے اٰمَنُوْا اور اِيْمَانًا (یعنی اس مدّہ میں بھی دونوں وجوہ ہیں) اور یہ (مدِ مدّ) بدل[2] ہے، تو اس (قسم) کو بھی ضرور لے لے۔

[1] یعنی جس مدّہ اور لین کے بعد وقفاً سکون عارض ہو جائے اس میں بھی مدِ منفصل کی طرح مد و قصر دونوں جائز ہیں۔
[2] لیکن مد بدل روایتِ حفص میں مروی نہیں، لہٰذا اس روایت کے طلبا کیلئے یہ شعر زائد اور خارج از بحث ہے



اور (مد) لازم ہے اگر اصلی قرار دیا جائے سکون، مدہ (یا لین) کے بعد وصل اور وقف (دونوں حالتوں) میں، اور یہ طول سے پڑھا جائے گا۔

اَقْسَامُ الْمَدِّ اللَّازِمِ

مد لازم کی قسمیں

اَقْسَامُ لَازِمٍ لَّدَيْهِمْ اَرْبَعَهْ
وَتِلْكَ كِلْمِيٌّ وَّحَرْفِيٌّ مَّعَهْ
۴۸

ان (قراء) کے نزدیک مد لازم کی قسمیں چار ہیں:۔ اور وہ کلمی ہے اور اس کے ساتھ حرفی بھی ہے۔

کِلَاهُمَا مُخَفَّفٌ مُثَقَّلُ
فَهٰذِهٖ اَرْبَعَةٌ تُفَصَّلُ
۴۹

(پھر یہ) دونوں کی دونوں مخفف بھی ہیں (اور) مثقل بھی۔ پس یہ چار ہوئیں جو (آئندہ اشعار میں) تفصیل سے بتائی جائیں گی۔

فَاِنْ بِكِلْمَةٍ سُكُوْنٌ اِجْتَمَعْ
مَعْ حَرْفِ مَدٍّ فَهُوَ كِلْمِيٌّ وَّقَعْ
۵۰

پس اگر حرفِ مد کے ساتھ ایک (اسیؔ[1]) کلمہ میں سکون جمع ہو جائے تو وہ (مد مدِّ لازم) کلمی واقع (یعنی ثابت) ہوا ہے۔

اَوْ فِيْ ثُلَاثِيِّ الْحُرُوْفِ وُجِدَا
وَالْمَدُّ وَسْطُهٗ فَحَرْفِيٌّ بَدَا
۵۱

اور[2] اگر پائے جائیں وہ دونوں (مدّہ اور سکون) تین حرفوں والے مقطعات میں (سے کسی حرف میں) اور اسکا درمیان والا (حرف) مدّہ ہو تو (وہ مدّ لازم) حرفی ظاہر ہوا ہے۔

[1] کیونکہ اگر مدّہ اور سکون دو کلموں میں جمع ہوں تو وہ مدّہ سرے سے حذف ہی ہو جاتا ہے۔ جیسے اِذَا الشَّمْسُ میں الف اور لام۔

[2] پس اَوْ یہاں "اور" کے معنیٰ میں ہے "یا" کے معنیٰ میں نہیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَم

كِلَاهُمَا مُثَقَّلٌ اِنْ اُدْغِمَا
مُخَفَّفٌ كُلٌّ اِذَا لَمْ يُدْغَمَا
(۵۲)

(پھر وہ) دونوں کے دونوں (کلمی اور حرفی) مثقل ہیں، اگر ادغام سے پڑھے جائیں، (اور) اگر وہ ادغام سے نہ پڑھے جائیں تو (ان دونوں میں سے) ہر ایک مخفف ہے۔

وَاللَّازِمُ الْحَرْفِيُّ اَوَّلَ السُّوَرْ
وُجُوْدُهٗ وَفِيْ ثَمَانٍ اِنْحَصَرْ
(۵۳)

اور لازم حرفی جو ہے اس کا وجود سورتوں کے شروع میں (حروفِ مقطعات میں) ہے۔ اور وہ آٹھ (حرفوں) میں منحصر ہے۔

يَجْمَعُهَا حُرُوْفُ كَمْ عَسَلٍ نَّقَصْ
وَعَيْنُ ذُوْ وَجْهَيْنِ وَالطُّوْلُ اَخَصْ
(۵۴)

جمع کرتے ہیں ان (آٹھ حرفوں) کو كَمْ عَسَلٍ نَّقَصْ کے حروف اور عین دو وجوہ (طول و توسط) والا ہے اور طول اَولیٰ ہے۔

یعنی آٹھ حرف اس مجموعہ میں جمع ہیں، اور معنیٰ اس مجموعہ کے یہ ہیں:- "بہت سے شہد ناقص ہو گئے ہیں"۔

وَمَا سِوَى الۡحَرۡفِ الثُّلَاثِيۡ لَا اَلِفۡ
فَمَدُّهٗ مَدًّ طَبِيۡعِيٌّ اُلِفۡ
(۵۵)

اور الف[1] کے علاوہ جو (حرف بھی) تین حرفوں والے (حرف) کے سوا ہے تو اسکا مد (ہی) مد طبیعی ہے۔ یہ (مد) الفت دیا گیا ہے (یعنی طبیعتوں کو مانوس ہے)۔

وَذَاكَ اَيۡضًا فِيۡ فَوَاتِحِ السُّوَرۡ
فِيۡ لَفۡظِ حَيٍّ طَاهِرٍ قَدِ انۡحَصَرۡ
(۵۶)

اور یہ (الف اور دو حرفی مقطعات) بھی سورتوں کے شروع میں (ہی) ہیں اور یہ حَيٌّ طَاهِرٌ[2] کے لفظ میں (جمع) ہیں۔

وَيَجۡمَعُ الۡفَوَاتِحَ الۡاَرۡبَعۡ عَشَرۡ
صِلۡهُ سُحَيۡرًا مَّنۡ قَطَعَكَ ذَا اشۡتَهَرۡ
(۵۷)

اور جمع کرتا ہے سورتوں کے شروع والے (ان) چودہ (مقطعات) کو صِلۡهُ سُحَيۡرًا مَّنۡ قَطَعَكَ (کا مجموع۔ ان مقطعات کے لیے) یہ (مجموع اہلِ فن

[1] پس الف میں باوجود ثلاثی ہونے کے بھی مد نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس میں سرے سے شرطِ مد ہی موجود نہیں۔

[2] اور الف کے بغیر صرف دو حرفی مقطعات کیلئے حَيٌّ طَهُرَ کا مجموعہ مشہور ہے۔

کے یہاں) مشہور ہو گیا ہے۔
اور معنیٰ اس مجموعہ کے یہ ہیں: ”جو تجھ سے قطع تعلق کرے تو اسے صبح سویرے (یعنی جلدی سے) ملا لے اور اس کیساتھ صلۂ رحمی (اور احسان) سے پیش آ۔“

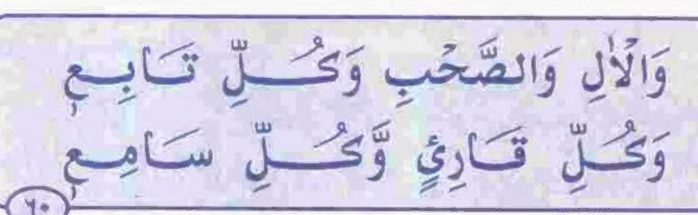
اَلْخَاتِمَۃ

وَتَمَّ ذَا النَّظْمُ بِحَمْدِ اللّٰہِ
عَلٰی تَمَامِہٖ بِلَا تَنَاہِیْ
(۵۸)

اور پوری ہو گئی ہے یہ نظم اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ۔ جو اس کے کامل ہو جانے پر ہے۔ حالانکہ وہ (حمد) غیر متناہی (نہ ختم ہونے والی) ہے۔

ثُمَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَبَدًا
عَلٰی خِتَامِ الْاَنْبِیَآءِ اَحْمَدًا
(۵۹)

پھر صلوٰۃ وسلام نازل ہوتے رہیں ہمیشہ ہمیشہ نبیوں کے ختم کرنے والے احمد (ﷺ) پر۔



اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ہر پیروی کرنے والے پر اور (قرآن کے) ہر پڑھنے والے اور اس کے ہر سننے والے پر۔

اَبْيَاتُهٗ نَدٌّ بَدَا لِذِي النُّهٰى
تَارِيْخُهٗ بُشْرٰى لِمَنْ يُّتْقِنُهَا
۶۱

اس (نظم) کے اشعار عقل والوں کیلئے (تعداد میں) نَدٌّ بَدَا (یعنی اکسٹھ[1]) ہیں (اور نَدٌّ بَدَا کے معنٰی یہ ہیں: عمدہ اور خوشبودار بوٹی ظاہر ہوگئی ہے)۔ اس کی تاریخ بُشْرٰى لِمَنْ يُّتْقِنُهَا (یعنی گیارہ سو اٹھانوے[2]) ہے (اور معنٰی اس کے یہ ہیں: اس شخص کیلئے خوشخبری ہے جو ان کو یاد کرلے)۔

تمت بالخیر

احقر ابو الاشرف محمد شریف
خادم مدرسہ دار القرآن ۞ ماڈل ٹاؤن لاہور
۱۰ جمادی الاولٰی ۱۳۹۷ھ ۲۹ اپریل ۱۹۷۷ء

تصحیح و تزئین: خالد محمود، دار القرآن لاہور ۲ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ ۲۹ نومبر ۲۰۰۰ء / نظر ثانی: ۲۷ شوال ۱۴۳۰ھ ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۹ء / منگل ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ ۱۳ مارچ ۲۰۱۲ء

[1] کیونکہ ابجد کے حساب کی رو سے نون کے پچاس، دال کے چار، باء کے دو، پھر دال کے چار اور الف کا ایک عدد ہے۔ ان سب کا مجموعہ اکسٹھ ہی ہے۔

[2] کیونکہ باء کے دو، شین کے تین سو، راء کے دو سو، یاء کے دس، لام کے تیس، میم کے چالیس، نون کے پچاس پھر یاء کے دس، تاء کے چار سو، قاف کے ایک سو پھر نون کے پچاس اور هاء کے پانچ عدد ہیں اور الف کا ایک عدد اور یہ سب ۱۱۹۸ھ ہی بنتے ہیں۔